

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَكُونُوا عَنِّي وَلَكُونَايَةً
 رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
 سلسلہ التبلیغ کا وعظ مسنون بہ

اسباب العقلة

يعني
تغفلت کے اسباب

منجملہ ارشادات

حکیم الامتہ مجدد الملتہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب کرامت مدظلہ

عنوانات و عبارات

حضرت مولانا خلیل احمد تھانوی صاحب مدظلہ العالی



شعبہ انجمن احیاء السنہ

پادگار خاندان اہل شرفیہ

نمبر آباد: باغیانپورہ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920
 فون: 6551774 - 042-6861584

بالمقابل چوکیا گھر شاہراہ قائد اعظم لاہور-54000
 پوسٹ نمبر: 2074 ٹیکس: 042-6370371 فون: 042-6373310
 E-mail: khanqahlhr@hotmail.com



سببِ ناکامی

تجھ کو جو چلنا طریقِ عشق میں دُشوار ہے
تو ہی ہماری ہے ہاں تو ہی ہماری ہے
ہر قدم پر تو جو رہ و کھار ہا ہے ٹھوکریں
لنگ خود تجھ میں ورنہ کشتہ ہموار ہے

مجدد رحمت اللہ علیہ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً

رواه البخاری
سلسلہ التبلیغ کا وعظ مسہٹی بہ

اسبابُ الغفلة

یعنی غفلت کے اسباب

منجملہ ارشادات

حکیم الامتہ مجدد الملتہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب نور اللہ مرقدہ

عنوانات و مواشی

حضرت مولانا خلیل احمد تھانوی صاحب ظہیم العالی

یادگار خانقاہ امدادیہ شریفیہ لاہور

بالمقابل چڑیا گھر شاہراہ قائد اعظم لاہور



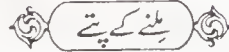
پوسٹ بک نمبر: 2074 پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون: 042-6373310

فیکس: 042-6370371

E-mail: khanqahlhr@hotmail.com



نام و غلط: _____ اسباب الغفلہ یعنی غفلت کے اسباب
عنوانات و حواشی: _____ حضرت مولانا خلیل احمد تھانوی صاحب مدظلہ العالی
منجملہ ارشادات: _____ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی نذر المرقہ
تحریر: _____ قاضی شامش
ناشر: _____ یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ بالمقابل چریا لکھنؤ شاہراہ قائد اعظم لاہور
اشاعت اول: _____ جمادی الثانی ۱۴۲۷ھ بمطابق اگست ۲۰۰۳ء



لترچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

بالمقابل چریا لکھنؤ شاہراہ قائد اعظم - لاہور پوسٹ کوڈ نمبر: 54000
پوسٹ بک نمبر 2074 نیکس: 042-6370371 فون: 042-6373310
E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

انجمن احياء السنہ (جرڈ) ۳ نفیر آبادہ باغبانپورہ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920
042-6861584 - 6551774 فون:

ڈاکٹر ابو عبد اللہ عقیلم
خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب برکاتہم
اشاعت: ۳۲

ریش 32 راجپوت بلاک نفیر آبادہ باغبانپورہ لاہور فون: 042-6861584 - 042-6551774
Mobile: 0300-9489624 E-mail: dramuqueem@yahoo.com

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان
	اسباب الغفلہ
	تمہید
	طاعت سے غفلت کے اسباب
	قاعدہ کلیہ
	مال و اولاد میں درجاتِ اعمال
	حصولِ مال کے لئے کی جانے والی کوتاہیاں
	ترکِ تقلید پر سلبِ ایمان کا اندیشہ
	غیر مقلدین کے نفس کی مثال
	خرچ میں بے احتیاطی
	نام و نمود کے لئے خرچ کرنے پر وعید
	حرام آمدنی پر آمادہ کرنے والی
	سبق آموز حکایت
	عورتوں میں حرص کا مادہ
	حفاظتِ مال میں عورتوں کی کوتاہی
	خاوند کا مال بلا اجازت خرچ کرنا جائز نہیں۔

اپنے مال کو خرچ کرنے میں بھی شوہر سے مشورہ کرنا بہتر ہے۔
 شادی کے لئے لڑکی کا معیار انتخاب
 شادی کے موقع پر بے جا اخراجات
 ہندو بننے کی حکایت
 کتاب اصلاح الرسوم
 عورتیں مردوں کو حرام آمدنی سے روک سکتی ہیں۔
 اولاد کی بد اخلاقی کے اسباب
 ترک نماز کے لئے عورتوں کا بے جا عذر
 نمازی بننے کی آسان تدبیر
 اولاد کی خاطر کی جانے والی کوتاہیاں
 آیت کی تفسیر

ہو رہی ہے عمر مثل بروت کم چپکے چپکے ، رفتہ رفتہ ، دم بدم
 سانس ہے اک رہرو ملک عدم دفعتاً اک روز یہ جائے گا تھم
 ایک دن مرنے کا ہے آخر موت ہے
 کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
 (مجدوب رحمۃ اللہ علیہ)

مراد آباد مسجد محلہ پیر غیب	نوا کرا	ایز
۲۵ صفر ۱۳۳۱ھ بعد عصر	نوا کرا	مست
ایک گھنٹہ ۱۵ منٹ	نوا کرا	کم
مسودہ اجمالی میں لکھا نہیں	نوا کرا	کیف
طبقہ نسوان کی اصلاح کے لئے ان کی درخواست سے	نوا کرا	لم
اموال و اولاد کی محبت میں پڑ کر خدا تعالیٰ کے ذکر و طاعت سے غافل نہ ہونا چاہیے	نوا کرا	مکذا
مستورات کے لئے خصوصاً	بیس طبقہ کو زیادہ شہید تھا	ایستان من
مولانا سعید احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسودہ اجمالی لکھا اور ان کے برادر خورد ظفر احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل کی	نوا کرا	من ضبط
مسودہ اجمالی میں تعداد مرقوم نہیں	سامعین کی تفصیلی تعداد	المستمعون
تبلیض تفصیلی ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ روز شہرہ کو شروع ہوئی ۱۲ ظ	نوا کرا	الاجتہاد

لے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ فرمایا۔ ان کے بھانجے مولانا سعید احمد تھانوی نے اجمالی مسودہ لکھا۔ دوسرے بھانجے مولانا کے چھوٹے بھائی علامہ ظفر احمد تھانوی نے تفصیل کی۔ مولانا سعید احمد تھانوی کی بیٹی رشیدہ خاتون جو حضرت تھانوی کی ربیبہ تھیں ان کے بیٹے خلیل احمد تھانوی نے حاشیہ لکھا۔ اس وعظ میں قرآن پاک کے اس حکم ”والحقنا بضم ذر سائتھم“ کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ اللہ کی رحمت سے کیا بعید ہے آخرت میں بھی سب کو اس طرح ایک جگہ جمع کرنے سے اس حاشیہ کا ثواب والد صاحب کو اللہ پاک عطا فرمائیں۔ آمین ۱۲ خ ۲۵ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وعظمى به

اسباب الغفلة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ
بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنَعُوذُ بِكَ اللَّهُ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ
سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِكَ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ
فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ
لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ
أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ
ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ط

(یعنی اے ایمان والو! تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ تعالیٰ کی یاد

اور اطاعت سے غافل نہ کرنے پادیں اور جو ایسا کرے گا ایسے

لوگ ناکام رہنے والے ہیں)

تہمید

قبل اس کے کہ اس آیت کے متعلق کچھ بیان کیا جائے اتنا سن لینا ضروری ہے کہ اس وقت کے بیان سے زیادہ تر مستورات کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے اور چونکہ مستورات درسیات کم پڑھتی ہیں یا بالکل نہیں پڑھتیں نیز ان کو اہل علم کی صحبت بہت کم ملتی رہتی ہے۔ اس لئے ان کا فہم سادہ ہونا ہے تو ان کی رعایت سے اس وقت مضامین بھی سادہ بیان کئے جائیں گے پس ممکن ہے کہ اس وقت کے بیان میں اہل علم کو غلط نہ حاصل ہو سکے اور غلط مقصود بھی نہیں۔ دیکھتے دوا سے تحصیل حظ کا کون قصد کیا کرتا ہے بلکہ دوا سے اصل مقصود صحت ہوتی ہے گو وہ کسی ہی بد مزہ ہو مگر مقصود میں معین و مفید ہونے کی وجہ سے گوارا کی جاتی ہے اسی طرح وعظ بھی اصلاح نفس کے لئے بمنزلہ دوا کے ہے اس میں بھی غلط مقصود نہ ہونا چاہیے اور نہ بیان کرنے والے کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے ہاں اگر مقصود میں خلل نہ ہو تو ایسے مضامین علمی کا بھی درمیان میں بیان کر دینے میں مضائقہ نہیں جن سے اہل علم کو غلط حاصل ہو جسے اطباء بھی دوا کے ساتھ مضر یا شربت ملا دیا کرتے ہیں تاکہ طبیعت اس کو سہولت سے قبول کر لے لیکن اس وقت چونکہ مستورات مخاطب ہیں اور زیادہ ان کو نفع پہنچانا ہے اور ان کو مضامین علمیہ سے دلچسپی یا حظ حاصل نہیں

۱۔ عورتوں ۲۔ نصابی کتابیں کم پڑھتی ہیں ۳۔ کم سمجھتی ہیں ۴۔ لطف نہ آتے ۵۔ مزہ مقصود بھی نہیں ہوتا ۶۔ کوئی آدمی دوا مرزہ کے لئے نہیں کھاتا ۷۔ صحت جو کہ مقصود ہے دوا اس کے حصول میں مددگار ہے اس لئے بد مزہ بھی برداشت کی جاتی ہے۔ ۸۔ خرابی واقع نہ ہو ۹۔ حرج نہیں ۱۰۔ چینی

ہوتا اس لئے مضامین علمیہ کو قصداً بچایا جائے گا ہاں استطراداً اور تبعاً کوئی بات آجائے تو ممکن ہے گو اس وقت جو کچھ بھی بیان ہو گا وہ ایسے مضامین نہ ہوں گے جن سے مردوں کو نفع نہ ہو ان کو بھی ان سے نفع ضرور ہو گا اور کم سے کم یہی نفع ہو گا کہ وہ یہ مضامین وقتاً فوقتاً اپنی مستورات کو سن سکیں اور بتا سکیں لیکن چونکہ روئے سخن زیادہ تر مستورات ہی کی طرف ہو گا اس لئے میں نے پہلے سے مردوں کو متنبہ کر دیا کہ اس وقت کے بیان میں ان کے مذاق کی رعایت نہ ہو گی بلکہ مستورات کے مذاق و فہم کی زیادہ رعایت ہو گی کیونکہ شاید کسی کو مضامین علمیہ کا انتظار ہو تو وہ اس انتظار میں نہ رہے بلکہ محض مقصود پر نظر رکھے

طاعت سے غفلت کے اسباب

اس تمہید کے بعد اب بیان شروع کرتا ہوں گو اس وقت زیادہ تفصیل کا موقع نہیں کیونکہ وقت بہت تنگ ہے عصر کے بعد سے مغرب ہی تک بیان کرنے کا ارادہ ہے اور ظاہر ہے کہ اس قلیل وقت میں زیادہ تفصیل نہیں ہو سکتی اس لئے اس وقت اختصار کو ملحوظ رکھ کر صرف مضامین کثیراً وقوع بطور قواعد کلیہ کے بیان کئے جائیں گے جزئیات کا احاطہ اول تو ویسے بھی مشکل ہے پھر وقت زیادہ نہیں خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت مجھ کو ایک خاص حالت ناموسہ کے متعلق گفتگو کرنا ہے جس میں عموماً ہم سب مبتلا ہیں اور خصوصاً مستورات

۱۔ ارادۃ اللہ خود بخود اور ضمنی طور پر لے عورتوں لے مخاطب اس وقت چونکہ عورتیں ہیں لہٰذا آگاہ کر دیا۔
۲۔ تھوڑے وقت میں لے وقت کی کمی کا لحاظ کر کے مختصراً انداز میں ایسے مضامین بیان کئے جائیں جو قاعدہ کلیہ کی حیثیت کے حامل ہوں گے۔ ۳۔ تمام جزئیات کو بیان کرنا مشکل ہے ۴۔ بُری حالت۔

کو اس کی زیادہ نوبت پیش آتی ہے چنانچہ ترجمہ آیت ہی سے اس خاص حالت کا پتہ چل جائے گا کہ اس حالت مذکورہ میں ابتلا عام ہے یا نہیں اس آیت میں حق تعالیٰ شانہ نے مسلمانوں کو مال و اولاد کی وجہ سے غفلت میں پڑ جانے سے منع فرمایا ہے اور اس بات پر آگاہ فرمایا ہے کہ جو لوگ ان چیزوں کی وجہ سے غفلت میں پڑ جائیں گے وہ خسارہ میں ہیں۔ اب آپ اپنی حالت میں غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ معصیت کا زیادہ سبب اکثر مال و اولاد ہی کا تعلق ہونا ہے۔ حق تعالیٰ اسی سے روکتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ مال و اولاد تمھارے لئے ذکر اللہ سے غفلت کا سبب ہو جائیں۔ یہاں ذکر اللہ سے مراد طاعت اللہ ہے چونکہ طاعات کی وضع ذکر اللہ ہی کے لئے ہے اس لئے ذکر بول کر طاعت مراد لے لی جاتی ہے (اور اس کثایت میں نکتہ یہ ہے کہ جس طرح معصیت کا سبب غفلت ہے جس پر لا تُلٰہِکُم (تم کو غافل نہ کرے) اور غفلت کا سبب دُنیا کے ساتھ قلب کا تعلق ہونا ہے جس پر اٰھْوٰا لکم و لا اذلا دکم (تمھارے مال اور اولاد) دلالت کر رہا ہے جس سے مراد مجموعہ دُنیا ہے اور ان دونوں کی تخصیص لفظی کی یہ وجہ ہے کہ یہ دونوں دُنیا کے اعظم افراد ہیں اسی طرح طاعت کے بجائے ذکر اللہ کہنے میں اس پر دلالت ہے کہ طاعت کا سبب غفلت کا مقابل ہے یعنی ذکر اور ذکر کا سبب خدا تعالیٰ کے ساتھ

۱۔ اس بری عادت میں عام لوگ مبتلا ہیں یا نہیں ۲۔ نقصان ۳۔ گناہ ۴۔ لاپرواہی ۵۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کی جانے والی عبادت ۶۔ عبادت مقررہ ذکر اللہ کے لئے لگاتی ہیں ۷۔ اشارۃً اس بات کو ذکر کرنے میں یہ نکتہ ہے ۸۔ دل ۹۔ نشاندہی کر رہا ہے ۱۰۔ مال اور اولاد کو خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ ہے۔
اللہ بڑے فرد ہیں۔

دل کا متعلق ہونا ہے جس پر اضافت ذکر الی اللہ سے دلالت ہو رہی ہے ۱۲
جائز) تو اس سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ مال و اولاد اکثر طاعت سے غفلت
کا سبب ہوا کرتے ہیں اور جب طاعت سے غفلت ہوگی تو وہ معصیت
ہوگی نتیجہ یہ نکلا کہ معصیت کا زیادہ سبب مال و اولاد کا تعلق ہے اور
جب یہ زیادہ تر معصیت کا سبب تھے جیسی تو حق تعالیٰ نے ان کی وجہ
سے غفلت میں پڑنے کی ممانعت فرمائی کیونکہ حق تعالیٰ حکیم ہیں اور حکیم کا کوئی
کلام حشو و زائد نہیں ہوتا پس دنیا بھر کی چیزوں میں سے اموال و اولاد کو
خاص طور پر ذکر فرمانا اس کی صاف دلیل ہے کہ ان دونوں کو غفلت عن
الطاعات یعنی صدور و معاصی میں زیادہ دخل ہے۔

قاعدہ کلیہ

دوسرے قاعدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں
تصریح کے ساتھ ممانعت اُسی چیز سے ہوتی ہے جس میں ابتلا زیادہ ہو جو کثیر الوقوع ہو اور
جس میں ابتلا نہ ہو اس کا وقوع زیادہ ہو اس سے بالتصریح ممانعت نہیں کی جاتی۔
کیونکہ اس سے تصریح کے ساتھ ممانعت کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی
مثلاً شریعت میں شراب پینے کی تو ممانعت نہیں ہے کیونکہ شرب خمر

۱۔ ذکر کو اللہ تعالیٰ کی طرف مضاف کرنے سے یہ بات سمجھ آ رہی ہے ۱۔ سمجھ میں آتی ہے۔ ۲۔ گناہ ۳۔ بیکار
۴۔ مال اور اولاد ۵۔ عبادت سے لاپرواہی ۶۔ گناہوں کے ارتکاب ۷۔ واضح طور پر اس چیز سے روکا
جاتا ہے۔ ۸۔ جس میں زیادہ لوگ مبتلا ہوتے ہوں اور جو اکثر واقع ہوتی ہو ۹۔ جس میں نہ لوگ مبتلا ہوں نہ
اکثر واقع ہو ۱۰۔ واضح طور پر

میں ابتلا کی کثرت تھی اور شرب بول میں کوئی مبتلا نہ تھا اس لئے
اول سے صراحتہ منع کیا گیا اور دوسرے صراحتہ منع نہیں کیا گیا پس کسی چیز
سے صراحتہ ممانعت کرنا اس کی دلیل ہے کہ یہ کثیر الوقوع ہے تو حق تعالیٰ
کا اموال و اولاد کی وجہ سے غفلت میں پڑنے کی ممانعت فرمانا ہے اس
کی دلیل ہے کہ یہ زیادہ تر معصیت کا سبب ہوتے ہیں خود کلام اللہ بھی اس کو
بتلا رہا ہے اور مشاہدہ بھی چنانچہ اپنی حالت میں غور کرنے سے معلوم ہو سکتا
ہے کہ مال و اولاد کی وجہ سے کتنے گناہ ہوتے ہیں۔

مال و اولاد میں درجات اعمال

تفصیل اس کی یہ ہے کہ مال میں عمل کے دو مرتبے ہیں ایک درجہ حاصل کرنے کا
اور ایک محفوظ رکھنے کا۔ اسی طرح اولاد میں بھی یہ دو مرتبے ہیں ایک اولاد حاصل کرنے کا۔
دوسرے اُن کی حفاظت کا اور ایک تیسرا مرتبہ اور ہے لیکن یہ مرتبہ اموال و
اولاد دونوں کے لئے جدا جدا ہے پہلے دو مرتبوں کی طرح مشترک نہیں ہے
چنانچہ مال میں تو تیسرا مرتبہ صرف کرنے کا ہے اور اولاد میں تیسرا مرتبہ اُن کے
لئے آئندہ کی فکر کرنے کا ہے غرض تین درجے عمل کے مال میں ہیں اور تین
درجے اولاد میں ہیں۔ مال میں تو تین عمل یہ ہیں مال کا پیدا کرنا۔ مال کی حفاظت
کرنا۔ مال کا صرف کرنا اور اولاد میں تین درجے عمل کے یہ ہیں اولاد کا حاصل

۱۔ شراب نوشی میں زیادہ لوگ مبتلا تھے ۲۔ پیشاب پینے میں ۳۔ پہلے واضح طور پر روکا گیا دوسرے
سے واضح طور پر نہیں روکا۔ ۴۔ اکثر واقع ہوتی ہے۔ ۵۔ خرچ کرنے کا۔

کرنا پھر اُس کی حفاظت کرنا پھر اُس کے لیے آئندہ کی فکر کرنا۔ توکل چھ مرتبے ہوئے جو کہ حقیقت میں اعمال کے درجے ہیں اب ان چھ مرتبوں میں بہت مختصر انداز سے اپنی حالت کو دیکھ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں ہمارا برابر کیا ہے اور ان میں ہم کتنے گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں مثلاً مال میں تین مرتبے تھے ایک حاصل کرنا۔ دوسرے حفاظت کرنا۔ تیسرے صرف کرنا۔

حصولِ مال کے لئے کی جانے والی کوتاہیاں

اب دیکھتے یہ مال کتنے ناچ نچتا ہے سب سے پہلے اول مرتبہ مال حاصل کرنے کا ہے۔ اسی کو دیکھتے کہ اس میں کس قدر بے احتیاطیاں ہوتی ہیں جب کوئی یہ نیت کر لیتا ہے کہ اتنا مال اپنے پاس آنا چاہیے پھر حرام و حلال کی تمیز بہت مشکل ہے پھر جیسا بھی کچھ ہوا احتیاط نہیں کرتا۔ میں اپنی حالت کہتا ہوں کہ میں نے اکثر احوال میں ہدیہ لینے کے لئے کچھ شرائط و قواعد مقرر کر رکھے ہیں مثلاً پہلی ملاقات میں ہدیہ نہیں لیتا اور جب تک خلوص و محبت کا علم نہ ہو جائے اُس وقت تک نہیں لیتا اور ان سب کے بعد یہ قاعدہ کر رکھا ہے کہ کسی سے اُس کی ایک دن کی آمدنی سے زیادہ نہیں لیتا۔ مثلاً کسی کی تین سو روپے ماہوار آمدنی ہے تو اُس سے ایک دفعہ میں ایک روپیہ سے زیادہ نہیں لیتا اور ایک دفعہ کے بعد دوسرے ہدیہ میں ایک ماہ کا فضل ضروری کر دیا ہے تاکہ کوئی ایک مہینہ میں ایک دن کی آمدنی سے زیادہ نہ دے سکے لیکن جب کوئی ضرورت پیش

آئے ہمارا عمل کیا ہے ۱۰ کتنے گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں ۱۱ ایک مہینہ تک پھر نہیں لیتے۔

آتی ہے اور کوئی خاص مقدار رقم کی اس کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہے تو پھر آنکھ بند کر کے لے لیا جاتا ہے اس وقت یہ قواعد و شرائط ملحوظ نہیں رہتے افسوس تو یہ ہے کہ بعض اوقات اپنی ذات کو بھی اس رقم سے کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا بلکہ کسی دوسرے ہی کی نیت سے کچھ رقم جمع کرنا مقصود ہوتا ہے اس میں بھی احتیاط نہیں کی جاتی مثلاً کسی نیک کام کے لئے رقم جمع کی جائے اور تجویز کر لیا جائے کہ اس کے واسطے اتنی رقم جمع ہونا چاہئے تو اب حلال و حرام کی کچھ پروا نہیں ہوتی غضب یہ کہ جو لوگ اپنی ذات کے واسطے لینے میں احتیاط کرتے ہیں وہ بھی نیک کاموں کے واسطے لینے میں احتیاط نہیں کرتے چنانچہ اب کے چندہ بلقان میں میں نے دیکھا ہے کہ جو محتاط لوگ رنڈی بھڑیوں کا روپیہ کبھی نہ لیتے تھے انھوں نے اس چندہ میں ان کا روپیہ بلا تامل لے لیا۔ اسی طرح مدرسوں اور انجمنوں کے چندوں میں کوئی بندہ خدا ہو گا جو احتیاط کرتا ہو گا ورنہ مشکل ہے اس میں محتاط لوگ بھی یوں سمجھتے ہیں کہ اپنے لئے تو احتیاط کرنا ممکن ہے کیونکہ اس میں احتیاط کرنے سے اگر آمدنی کم ہوتی تو اپنی ذات پر تھوڑی وقت برداشت کر لیں گے کہ ایک وقت کھایا دوسرے وقت نہ کھایا لباس عمدہ نہ پہنا گھٹیا ہی پہن لیا مگر یہاں مدرسوں اور انجمنوں کے چندہ میں یا تر کوٹوں کے چندہ میں احتیاط

لے ان شرطوں کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ جمع کرنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ لے ستم یہ ہے کہ لے جنگ بلقان کے موقع پر مجاہدین کے لئے جو چندہ لیا گیا لے طوائفوں اور گلے بنانے والے لے بلاتردد لے پریشانی لے ترکی حکومت کی امداد کے لیے جو چندہ کیا جا رہا ہے۔

کیسے کریں یہاں تو دس ہزار کا پورا ہونا ضروری ہے اس سے کم میں کام ہی نہیں چل سکتا اور اتنی بڑی رقم تو اسی طرح پوری ہو سکتی ہے کہ جہاں سے جو ملے لے لیا جائے۔ پھر نفس یوں سمجھا جاتا ہے کہ یہ تو خدا تعالیٰ کا کام ہے ہمارا ذاتی کام تھوڑا ہی ہے اس میں تھوڑی سی چشم پوشی بھی کر لی جائے تو کچھ حرج نہیں واقعی مولویوں کا نفس بھی مولوی ہوتا ہے اور درویشوں کا نفس درویش تو وہ یوں ان کو تاویل میں بتا دیتا ہے حالانکہ یہ بڑی غلطی ہے کیونکہ اپنے نفس کے لئے گناہ کرنے میں مقصود تو کچھ حاصل ہو جاتا ہے کم از کم اپنے پاس روپیہ ہی آتا ہے اور دین کے کام میں گناہ کرنے سے تو مقصود بھی حاصل نہیں ہوتا کیونکہ دین کے کام سے تو رضائے حق تعالیٰ ہی مقصود ہے سو معصیت میں وہ کہاں اور روپیہ اپنے کو نہ ملنا تو ظاہر ہی ہے کیونکہ وہ دوسروں کو پہنچ گیا بس تم خواہ مخواہ نیچ میں خالی ہاتھ بھی رہے اور گناہ میں بھی مبتلا رہتے تو ایسے کام میں تو اور بھی زیادہ احتیاط کرنا چاہیے۔ اب میں کہتا ہوں کہ جب ہم حبیبوں کو خدا تعالیٰ کے کام میں تحصیل مال کے لئے اتنی وسعت ہو جاتی ہے اور اس میں ہم سے اتنی بے احتیاطیاں ہوتی ہیں، جہاں اپنے کو کچھ حاصل بھی نہیں ہوتا تو جہاں اپنے نفس کے لئے مال حاصل کرنا مقصود ہو وہاں تو کس قدر بے احتیاطیاں ہوں گی کیونکہ وہاں تو مال سے اپنے آپ کو بھی نفع حاصل ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اپنا کام نکالنے کے لئے تو کچھ بھی حلال و حرام کی پروا نہ کی جائے گی بالخصوص جبکہ صرف کام نکالنا ہی

لہ صرف نظر کر لیا جائے۔ لہ جیلہا نہ لہ گناہ ۴ مال حاصل کرنے کے لئے ۴۰ نجائش

مقصود نہ ہو بلکہ کچھ جمع کرنا بھی منظور ہو اب تو بے احتیاطیوں کا دروازہ بہت ہی وسیع ہو گا ہاں اگر کسی کو مال جمع کرنے کی پروا نہ ہو تو البتہ وہ احتیاط کر سکتا ہے چنانچہ دینداروں میں تو بفضلہ تعالیٰ ایسے بہت ہیں جن کو مال جمع کرنے کی پروا نہیں ہوتی مگر دنیا داروں میں ایسے بہت کم ہیں ان کی تو ہر وقت یہی نیت ہوتی ہے کہ اتنا سرمایہ جمع ہونا چاہیے اتنی جائیداد ہونی چاہیے پھر اس کے لئے نہ سود و رشوت سے دریغ ہوتا ہے نہ قرض لے کر مار لینے سے نہ قرض لے کر انکار کرنے سے نہ بہنوں کا حق دبانے سے نہ کسی کی زمین غصب کر لینے سے غرض پھر وہ طرح طرح کے گناہ مال جمع کرنے کے لئے کرتے ہیں اور حلال و حرام کی کچھ تمیز نہیں رہتی یہ تو حاصل کرنے کا حال تھا۔

اب آگے رہ گیا حفاظت کرنا تو مال کی حفاظت تو پوری پوری جب ہوتی ہے کہ نہ زکوٰۃ دے نہ صدقہ فطر دے نہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے واسطے کچھ دے بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی سائل کے متعلق یہ معلوم ہو گیا کہ واقعی محتاج ہے لیکن محض اس لئے نہیں دیتے کہ مال کم ہو جائے گا بعض لوگ زیور میں زکوٰۃ نہیں دیتے حالانکہ ہمارے امام صاحب کے نزدیک زیور میں زکوٰۃ واجب ہے مگر اس میں لوگوں نے دوسرے مجتہدوں کی آڑ پکڑ لی ہے ان کے نزدیک واجب نہیں سو خوب سمجھ لو کہ محض حفظ نفس کے

لے کشادہ لے نہ ٹود لینے سے احتراز ہو گا لے دیا لینے سے لے حلال حرام میں کچھ فرق نہیں رہتا لے مانگنے والے لے آئندہ مجتہدین لے اپنے نفس کی خوشی کی خاطر

لئے کسی دوسری امام کا مذہب اختیار کر لینا یہ دین نہیں بلکہ اتباعِ نفس اور
تلاعب بالدين ہے۔ (یعنی دین کو کھیل بنا رہے ۱۲)

ترکِ تقلید پر سلبِ ایمان کا اندیشہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بزرگ کا قول لکھا ہے کہ اُن کے سامنے
ایک شخص نے کسی عالم کا واقعہ بیان کیا جو حنفی تھے کہ انھوں نے ایک محدث کو
اُس کی لڑکی کے نکاح کا پیام دیا تو اُس نے کہا کہ میں پیام منظور کر سکتا ہوں مگر تم
حنفی اور میں محدثین کے طریقہ پر ہوں اس طرح نباہ نہیں ہوگا اگر تم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
کی تقلید کو ترک کر کے محدثین کا مذہب اختیار کر لو تو پھر مجھے کچھ عذر نہ ہوگا
چنانچہ اُس عالم نے اس شرط کو مان لیا اور نکاح ہو گیا سائل نے اُن بزرگ
سے پوچھا کہ اس صورت میں ترکِ تقلید جائز تھی فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ
مرتے وقت اُس شخص کا ایمان نہ سلگے ہو جائے کیونکہ جس مذہب کو یہ
اب تک حق سمجھے ہوئے تھا اور حق سمجھ کر ہی اس کی تقلید کرتا تھا اس کو
محض ایک ہوائے نفس کے لئے ترک کر دیا ہے اس کا ایمان بچنا بہت
مُشکل ہے اِعَاذَنَا اللہ مِنہ (اس سے ہم کو اللہ تعالیٰ لپناہ میں لکھے)

(اللَّهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكُوْرِ وَمِنَ الْفَحْیِ
بَعْدَ الْبَصْرِ وَمِنَ الضَّلَاةِ بَعْدَ الْهُدٰی اٰمِیْن ۱۳)

۱۔ اپنے نفس کی پیروی ۲۔ پوچھنے والے نے ۳۔ اپنے امام کے مذہب کو چھوڑنا کیا جائز تھا
۴۔ خدشہ ۵۔ مرتے وقت کہیں ایمان سے نہ محروم ہو جائے ۶۔ نفسانی خواہش کے لئے چھوڑ دیا۔

(اے اللہ! ہم پناہ مانگتے ہیں آپ سے نقصان سے کمال کے بعد بنیاتی سے بنیاتی کے بعد گمراہی سے بعد ہدایت کے اے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما) اسی طرح بعض لوگوں نے محض اپنا مال بچانے کے لئے زیور کے مسئلہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ کا مذہب لے لیا ہے اس میں تو شافعی ہو گئے پھر دوسری جگہ اگر کہیں اڑ کر ٹسے میں پھنسے تو وہاں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول لے لیتے ہیں اس وقت حنفی بن جاتے ہیں۔

غیر مقلدین کے نفس کی مثال

تو ان کا نفس ایسا ہے جیسے شتر مرغ کہ صورت میں اونٹ کے بھی مشابہ ہے اور پردار ہونے کی وجہ سے پرندہ بھی ہے اب اگر کوئی اونٹ سمجھ کر اس پر بوجھ لادنا چاہے تو اپنے کو پرندہ کہتا ہے اور اس طرح جان بچاتا ہے اور اگر کوئی پرندہ سمجھ کر یہ کہے کہ ذرا اوپر کواڑ کر دکھا تو کہتا ہے میں تو اونٹ ہوں بھلا کہیں اونٹ بھی اڑا کرتا ہے۔ حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اسی کو کہتے ہیں۔

چوں شتر مرغ شناس این نفس را نے کشد بار و نہ پردہ بر ہوا
(شتر مرغ کی طرح اس نفس کو سمجھ لو نہ بوجھ اٹھائے اور نہ ہوا پر اڑے)
گر پیر گویش گوید اشتہر م در نہی بارش بگوید طائر م
(اگر اس سے کہو اڑ تو کہتا ہے کہ میں اونٹ ہوں اور اگر بوجھ رکھو تو کہتا ہے میں پرندہ ہوں۔)

اے کسی معاملے میں پھنس جانا

تو واقعی نفس کی یہی کیفیت ہے کہ یہ اپنے اوپر بات ہی آنے نہیں دیتا۔ بس کبھی کبھی بن گیا کبھی کبھی بن گیا بعضوں کا نفس تو دنیا کے پردہ میں ایسی چالاکیاں کرتا ہے اور بعض دین کی آڑ میں یہ حرکتیں ہیں بس کسی سے سن لیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک زیور میں زکوٰۃ نہیں تو وہ زکوٰۃ سے بچنے کے لئے شافعی بن گئے یہ تو دینداروں کا حال ہے جو خلافِ شرع کام کرنے سے اپنے نزدیک بہت نیچتے ہیں اور جہاں اس کی ضرورت نہیں وہاں تو اس کی کچھ پروا نہیں ان کی طرف سے چاہے کسی مذہب میں جائز ہو یا ناجائز ہو سب برابر ہے ان کو تو اپنے کام سے کام تو یہ حفاظتِ مال میں ہمارا بڑا وقار ہے۔

خرچ میں بے احتیاطی

اب تیسرا مرتبہ رہا صرف کرنے کا اس میں انسان سمجھتا ہے کہ ہمارا مال ہے جہاں ہم چاہیں اُڑائیں مگر یہ اس کی غلطی ہے انسان کے پاس جو کچھ ہے وہ حق تعالیٰ کا ہے جس میں وہ محض امین ہے کہ جہاں خدا تعالیٰ کی اجازت ہو وہیں صرف کرنے کا اختیار ہے اور جہاں ممانعت ہے وہاں اس کو ہرگز اختیار صرف نہیں ہے اب سمجھو کہ بعض جگہ صرف کرنا گناہ بھی ہے جیسے ناچ رنگ میں اور تافخر کی رسموں میں مگر بہت لوگ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ کھانے میں بے احتیاط کی ضرورت ہے لیکن خرچ کرنے میں کیا ضرورت ہے اس خیال کا منشا یہی

۱۔ خرچ کرنے کا ۲۔ اس کی حیثیت صرف ایک امانت داری سی ہے ۳۔ جہاں بچ گیا ہے وہاں خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔ ۴۔ ایک دوسرے پر بڑائی جتنا نے کے لئے خرچ کرنا ۵۔ وجہ

ہے کہ انسان اپنے کو صرف کرنے میں خود مختار سمجھتا ہے جس کا غلط ہونا بھی معلوم ہو چکا اور اس غلط خیال کے بعد بعض کو تو خرچ کرنے میں یہاں تک وسعت ہے کہ ناچ و رنگ میں بھی صرف کرنے سے باک نہیں کرتے اور بعض اتنی وسعت تو نہیں کرتے وہ ناچ و رنگ میں مال خرچ کرنے کو برا سمجھتے ہیں لیکن رسومِ فخر میں صرف کرنے سے ان کو بھی باک نہیں جن سے غرض صرف یہی ہوتی ہے کہ نام ہو اور افسوس یہ ہے کہ بعض دیندار و مقتدا بھی ان رسوم میں روپیہ صرف کرنے کو برا نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ اس میں خرچ کیا ہے کھلانا اور پلانا اور برادری کو جمع کر کے دعوت دینا کیوں ناجائز ہو گیا میں کہتا ہوں کہ جناب ذرا اس کی غرض تو دیکھئے لوگوں کی نیت پر تو نظر کیجئے کہ اس دعوت اور دھوم دھام میں نیت کیا ہوتی ہے نیت صرف تفاخر اور ریاچی کی ہوتی ہے کہ ہمارا نام ہو لوگ کہیں کہ بڑے حوصلہ کا آدمی ہے اور جب یہ نیت ہے تو بتلائیے کہ یہ افعال کہاں جائز رہے کیونکہ مباحات کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ فی نفسہ جائز ہیں لیکن اگر ان کو بری نیت سے کیا جائے تو ناجائز ہو جاتے ہیں۔

نام و نمود کے لئے خرچ کرنے پر وعید

مگر افسوس اب تو یہ بات بھی لوگوں کے سمجھ میں نہیں آتی کہ نام و نمود کا قصد کرنا کوئی بُرا کام ہے اس میں گفتگو اور بحث کی جاتی ہے جس کی وجہ سے لے گنتائش لے عار نہیں لے ایسی رسموں میں جن سے اپنی بڑائی ظاہر ہو خرچ کرنے سے ان کو بھی عار نہیں لے بعض نیک اور قابلِ تقلید لے نقصان کیا ہے لے بڑائی عے دکھاوا لے چو چیزیں اور کام جائز ہیں ان کا اصول یہ ہے۔ لے ناموری اور نمائش لے ارادہ

کہ لوگوں کو علم دین کی خبر نہیں حدیث و قرآن کو پڑھتے نہیں اور پڑھتے ہیں وہ اکثر سمجھتے نہیں حدیث کو دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ لَيْسَ ثَوْبَ شَهْرَةٍ الْبَسَهُ اللَّهُ ثَوْبَ
الذَّلِّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ -

یعنی جو کوئی شہرت اور نام کے لئے کپڑا پہنے گا اللہ تعالیٰ اس کو
لباس ذلت پہنائیں گے (قیامت کے دن)

حالانکہ کپڑے میں کچھ زیادہ خرچ بھی نہیں ہوتا مگر شہرت کے لئے اتنا خرچ کرنا بھی
جائز نہیں پھر جہاں اسی غرض کے لئے ہزاروں پرپانی پھر جائے وہ ہمیں کیے
جائز ہو سکتی ہیں (یہ وعید تو نام و نمود کا قصد کرنے والے کے لئے ہے جس سے
ان رسموں میں روپیہ برباد کرنے کا عدم جواز ظاہر ہے اور اسی سے دوسروں کے
لئے بھی ان رسموں کی شرکت کا ناجائز ہونا معلوم ہو سکتا ہے کیونکہ وہ مُعَيَّن عَلٰی
الْمُعْصِيَةِ (نکٹہ پر امداد کرنے والا) ہیں اگر لوگ ایسی رسموں میں شرکت نہ
کریں تو کسی کو ان میں روپیہ برباد کرنے کا موقعہ ہی نہ ملے دوسری ایک حدیث
میں شرکت کرنے والوں کے لئے بھی صاف ممانعت وارد ہے حدیث

میں ہے کہ

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ طَعَامِ
الْمُتَبَارِكِينَ أَنْ يُؤْكَلَ سِوَا الْأَبْوَدِ وَدُمْدَمٍ وَفُوعًا وَقَالَ
مُحِبُّ السُّنَّةِ وَالصَّحِيحِ مُرْسَلٌ وَالْمُتَبَارِكِينَ الْمُنْفَاخِرِينَ

۱۔ ناموری اور نمائش ۲۔ جائز نہ ہونا۔

بِالطَّعَامِ قَالَ الْخَطَّابِيُّ وَإِنَّمَا كُرِّهَ ذَلِكَ لِمَا فِيهِ
مِنَ الرِّيَاءِ وَالْمُبَاهَاةِ وَلِأَنَّهُ دَاخِلٌ فِي جُمْلَةِ مَا نَهَى
عَنْهُ مَنْ أَكَلَ الْمَالَ بِالْبَاطِلِ اهْ كَذَا فِي عَوْنِ الْمُعْبُودِ
ص ۴۰۲ ج ۳ -

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دو شخصوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا
ہے جو باہم فخر کے لیے کھانا کھلاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ممانعت کی علت فخر و ریا کے
سوا کچھ نہیں تو ایسی تقریبات کی شرکت اس سے صراحتہً ممنوع ہو گئی جن میں دعوت
وغیرہ سے فخر و ریا کا قصد ہو۔

قَالَ الْإِمَامُ الشَّعْرَانِيُّ فِي الْعُمُودِ الْمُحَدَّثَةِ أَخَذَ
عَيْنًا الْعَهْدَ الْعَامَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَن لَّا تَخْلَفَ عَنِ الْإِجَابَةِ إِلَى الْوَلَايَةِ إِلَّا بَعْدَ رِشْرَعِي
إِلَى أَنْ قَالَ وَمِنْ عُدْرَانَا فِي تَرْكِ الْأَكْلِ وَجُودُ شُبْهَةٍ
فِي الطَّعَامِ أَوْ عَدَمُ مَصْلَاحِ النِّيَّةِ فِي عَمَلِهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ
نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِكِينَ
أَنْ يُوَكَّلَ اه (ص ۳۱۹)

(یعنی امام شہرانی نے عہود محمد میں فرمایا ہے کہ ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی جانب سے عہد عام لیا گیا ہے بلا عذر شرعی و لمیوں کی دعوت قبول کرنے سے تخلف نہ
کریں و لمیوں کے کھانا ترک کرنے میں عذر شرعی یہ ہے کہ ان کھانوں میں شبہ ہو یا

لہ اس منع کرنے کی وجہ سوائے بالائی اور دکھائے کے کچھ نہیں ملے واضح طور پر ۳ انکار نہ کریں

کھلانے والے کی نیت درست نہ ہو پھر نام موصوف نے یہ حدیث ذکر کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دو شخصوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے جو باہم فخر کے لئے کھانا کھلاتے ہوں۔

نام اور نمود اور ریاہ کا برا ہونا کون نہیں جانتا تو اگر ان رسومات میں اور بھی کچھ خرابی نہ ہو تو یہ کیا کچھ کم خرابی ہے کہ ان میں لوگوں کی نیت درست نہیں ہوتی اور اگر کسی کو خود ان کی بُرائی محسوس نہ ہو تو ہمارے لئے یہ دلیل کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام و نمود اور ریاہ کے لئے کوئی کام کرنے سے منع فرمایا ہے یہ تو ایک نیت کی خرابی تھی پھر ان رسوم کے واسطے جو سودی قرض لیا جاتا ہے اور بے موقع اسراف کیا جاتا ہے یہ گناہ الگ ہے اور یہ تو عام اور مشترک واقعات تھے۔

حرام آمدنی پر آمادہ کرنے والی

اب میں خالص عورتوں کو خطاب کرتا ہوں کہ ذرا دیکھ لیں کہ مال حاصل کرنے میں وہ کیا کیا کچھ گناہ کرتی ہیں عورتیں خود تو کھانے کے قابل نہیں ہیں مگر کھانے والوں کو گناہوں میں زیادہ تر یہی مبتلا کرتی ہیں اُن کے منہ میں یہ زبان ایسی ہے کہ مردوں سب کچھ کمرالیتی ہے بس انھوں نے پہلے سے نیت باندھ لی کہ ایک جوڑا ایسا بڑا بھاری اپنے پاس ہونا چاہیے اب وہ مزدور گھر میں آیا یعنی شوہر اور انھوں نے فرمائش کی اور کہنے کا طریقہ ان کو ایسا آتا ہے کہ مرد کے دل میں بات

گھسستی چلی جاتی ہے اب وہ ان کی فرمائش پوری کرنے کے لئے رشوتستانی اور ظلم سب کچھ کرتا ہے کیونکہ حلال آمدنی میں اتنی گنجائش کہاں جو عورتوں کی فرمائشیں پوری ہو سکیں پس ظاہر میں تو عورتوں کے پاس یہ بات کہنے کو ہے کہ ہم تو کھانے کے قابل نہیں ہیں مرد کھاتے ہیں اور کھانے میں جو کچھ گناہ ہوتا ہے وہ مردوں ہی کے ذمہ ہے مگر اس کی خبر نہیں کہ مردوں کو حرام کھائی پر مجبور کون کرتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ زیادہ تر عورتوں کی فرمائشیں ہی مردوں کو حرام آمدنی اور رشوت ستانی وغیرہ پر مجبور کرتی ہیں پس مردوں کے ان سب گناہوں کا سبب یہی ہیں اس لئے یہ بھی اس گناہ سے بچ نہیں سکتیں اور میں مردوں کو تنبیہ کرتا ہوں کہ عورتوں کی فرمائشوں کا زیادہ تر سبب ان کا باہم ملنا جلنا ہے جب یہ محفلوں میں جمع ہوتی ہیں تو ایک دوسرے کو دیکھ کر حشر ص کرتی ہیں کہ کاش! میرے پاس بھی خلائی جیسا زیور اور کپڑا ہو۔

سبق آموز حکایت

میں نے ایک کورٹ انسپکٹر کو دیکھا ہے کہ ان کی تنخواہ چار سو پانچ سو روپے تھی مگر ابتدائیں ان کی یہ حالت تھی کہ اپنی تنخواہ کا زیادہ حصہ اپنے غریب عزیزوں پر صرف کرتے تھے بہت محتاجوں کی انھوں نے مہوار تنخواہیں مقرر کر رکھی تھیں اور اپنے اوپر بہت کم خرچ کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے گھر میں کھانا پکانے والی کوئی ماما بھی نہ تھی بی بی اپنے ہاتھ سے گھر کا سارا کام کرتی تھی نہ بیوی کے پاس

لے آگاہ کرتا ہوں لے لالچ لے خرچ کرتے تھے لے نوکرانی

کچھ زیور تھانہ بڑھیا کپڑے تھے بیچاری اپنے ہاتھ سے آٹا تک ملیتی تھی آخر ان کی بدلی سہارن پور ہوتی اور ایک سرشتہ دار کے پاس کرایہ کا مکان لیا۔ کچھ دنوں تو وہ اسی حال میں رہے جس میں پہلے سے تھے پھر ایک دن سرشتہ دار صاحب کے گھر والوں نے فرمائش کی کورٹ انسپکٹر صاحب کی بیوی ہمارے پاس بہت دنوں سے رہتی ہیں ہمارا ان سے ملنے کو جی چاہتا ہے اول تو انھوں نے اپنی بی بی کے بھیجنے سے انکار کیا مگر اصرار کے بعد بھیجنا پڑا اس نے یہاں دیکھا کہ سرشتہ دار صاحب کی بی بی اور بچیاں سر سے پیر تک سونے کے زیوروں میں لدی ہوئی ہیں اور گھر میں فرش فروش اور ساز و سامان بہت کچھ ہے کھانا پکانے والیاں ایک چھوڑ دو تین نوکر ہیں اور بی بی صاحبہ کوئی کام اپنے ہاتھ سے نہیں کرتیں بس بیٹھی بیٹھی سب پر حکومت کرتی ہیں اب اس کی آنکھیں کھلیں کہ تنخواہ تو سرشتہ دار صاحب کی میرے میاں سے کم اور پھر ان کے یہاں ایسی اُجگری (رونق) ہے اور میرے میاں کی اتنی بڑی تنخواہ اور میرے اوپر نیستی برتی ہے وہاں سے آتے ہی اس نے کورٹ انسپکٹر صاحب پر برسا شروع کیا کہ تم مجھ کو بہت تنگ رکھتے ہو تم سے کم تنخواہ والوں کی سیدیاں مجھ سے اچھی حالت میں ہیں اور میں اس مُصیبت میں ہوں مجھ سے کھانا نہیں پکایا جاتا نہ میں آٹا پیسوں کی پکانے والی نوکر رکھو اور مجھے بھی زیور اور لباس عمدہ بنا کر دو جیسا سرشتہ دار صاحب کی بی بی کا ہے آخر بیچارے مجبور ہوئے اور سب کچھ کرنا پڑا۔ واقعی شیخِ کامل کی صحبت ایسی تھی

لے عمدہ کپڑے ۲ ایک عدالتی عہدہ دار ۳ نخواست طاری ہے۔

ہے کہ ایک منٹ میں اپنا اثر دکھا دے تو یہ عورتیں اس بارہ میں شیخ کامل ہیں کہ ذرا سی دیر میں دوسروں کو اپنا سنا بلیتی ہیں اس کے بعد وہ مجھ سے اللہ آباد ملے تھے کہنے لگے جناب شیخ کامل کی تھوڑی دیر کی صحبت کا وہ اثر ہوا کہ میری سالہا سال کی صحبت کا اثر دم بھر میں زائل ہو گیا اب نہ وہ خیرات رہی نہ صدقات پہے ساری تنخواہ گھر ہی میں خرچ ہو جاتی ہے اور پھر بھی پورا نہیں ہوتا بس رات دن زیوروں کی فرمائش ہے اور کپڑوں برتنوں کا روٹا ہے چنانچہ آج کل مکان بنانے کی فرمائش کے پورا کرنے میں مشغول ہوں اسی واسطے میں راتے دیتا ہوں کہ عورتوں کو آپس میں ملنے نہ دیا کرو۔ خربوزہ سے دوسرا خربوزہ رنگ بدلتا ہے۔

نخست عوظت پیر صحبت ایں سخن ست
کہ از مصاحب نا جنس آہستہ راز کفید
(پہلی نصیحت پیر کی یہ ہے کہ نا جنس کی مصاحبت سے احتراز کرو۔

عورتوں میں حرص کا مادہ

بلکہ پاس رہنے کی بھی ضرورت نہیں ایک خربوزہ دوسرے خربوزہ کو دیکھ کر ہی تنگ پکڑ لیتا ہے ان عورتوں کی نگاہ ایسی سینہ ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ کہیں مغل میں جائیں گی تو ذرا سی دیر میں سب کے زیور اور لباس پر فوراً نظر پڑ جائے

۱۔ ایک منٹ میں ختم ہو گیا ۲۔ ایک خربوزہ دوسرے خربوزہ کو دیکھ کر تنگ پکڑ لیتا ہے مطلب یہ ہے کہ ایک عورت دوسری عورت کو دیکھ کر اس کے رنگ میں ڈھل جاتی ہے۔

گی اگر دس بیس مرد ایک جگہ بیٹھیں تو وہاں سے اُٹھ کر ایک دوسرے کا لباس نہیں بتلا سکتے کہ کون کیسا کپڑا پہن رہا تھا کون کیسا لنگر عورتیں پانچ سو بھی ہوں تو ہر ایک کو دوسری کی پوری حالت گلے اور کان تک کا زیور سب معلوم ہو جاتا ہے کچھ تو دیکھنے والے کی نگاہ تیز ہوتی ہے پھر کچھ دوسری بھی دکھلانے کا اہتمام کرتی ہے ہاتھ پاؤں کا زیور تو ہر ایک کو خود ہی نظر آجاتا ہے اس کے دکھلانے میں تو اہتمام کی ضرورت نہیں البتہ گلے اور کان کا زیور ڈوپٹہ کی وجہ سے چھپا ہوتا ہے تو اس کے لئے کبھی کان کھجلائے کے بہانہ سے ڈوپٹہ کو سر کا یا جاتا ہے، کبھی گرمی کے بہانہ سے کلا کھولا جاتا ہے تاکہ سب دیکھ لیں کہ ان کے کانوں میں اتنے زیور ہیں اور گلے میں اتنے۔ اب یہ سب کے زیور اور کپڑے دیکھ بھال کر گھر آئیں تو خاوند کو پریشان کرنا شروع کیا کہ ہمیں بھی ایسا ہی بنا کر دو اور غضب یہ کہ اگر وہ زیور جو دوسری کے پاس دیکھا ہے اپنے پاس بھی ہو لیکن دوسرے نمونہ کا ہو تب بھی پریشان کرتی ہیں کہ یہ بھڑا بنا ہوا ہے فلانی کا نمونہ اچھا ہے ویسا بنو ادو اب اگر خاوند ہزار کہے کہ اس میں پہلی گھڑائی کا نقصان ہے اور دوسری گھڑائی خواہ مخواہ ذرا سے نمونہ کے واسطے دینی پڑے گی تو ایک نہیں سنیں گی حالانکہ عقلا نے زیور کی تجویز اس لئے نکالی ہے کہ یہ نقد کی قید ہے کہ اس سے رقم محفوظ ہو جاتی ہے یعنی مثلاً اگر ہم کو کسی وقت چار آنہ کی ضرورت ہو تو اس کے لئے

۱۔ بُرا بنا ہوا ہے۔ ۲۔ زیور بنوائی ۳۔ دوسری زیور بنوائی بلا وجہ دینی پڑے گی ۴۔ عقلا اہل زینت بنانے کو اس لئے کہتے تھے کہ اس طرح روپیہ محفوظ ہو جائے تاکہ خرچ فوری نہ ہو سکے۔

روپیہ تو توڑا لیس گے مگر پانچ سو کی چوڑیوں کو فروخت نہیں کر سکتے تو روپیہ اکثر جمع نہیں رہ سکتا اور زیور سے رقم محفوظ ہو جاتی ہے یہ ہے اصلی غرض زیور سے یہی وجہ ہے کہ قصبات میں زیور زیادہ ہوتا ہے کیونکہ دیہاتی لوگ بنک وغیرہ میں رکھنا نہیں جانتے اور جب یہ غرض ہے تو اس کا خوبصورت اور بدصورت ہونا کیسا بلکہ اس غرض کے لئے تو اور بھدا بنوا کر پہننا چاہیے تاکہ کسی کی نگاہ اس پر نہ اٹھے اور کوئی لاگو نہ ہو جائے اور اگر بھدا بھی نہ ہو تو خیر پہلی دفعہ خوبصورت بنوا لو پھر جیسا بن جائے اسی پر اکتفا کرو بار بار توڑ پھوڑ میں علاوہ گھڑائی ضائع ہونے کے خود سونا بھی ضائع ہو جاتا ہے کیونکہ سار ہر دفعہ میں کچھ نہ کچھ کھوٹ ضرور ملتے ہیں جس سے دو تین دفعہ میں زیور کی مالیت آدھی رہ جاتی ہے مگر عورتوں کی بلا سے وہ جانتی ہیں کہ مرد و سب لالا کر دے گا جو چاہے فرمائش کر لو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مجبوراً خاوند کو رشوت لینا پڑتی ہے تو اکثر رشوت لینے کا سبب یہ عورتیں ہی ہوتی ہیں تو وہ یہ نہ سمجھیں کہ کھانے میں سارا گناہ مرد ہی کو ہوتا ہے بلکہ یہ بھی اس کے ساتھ عذاب بھگتیں گی۔ عورتوں میں ایک یہ بھی قاعدہ ہے کہ جب مرد سفر سے آئے تو اس کی لیاقت یہ ہے کہ ان کے واسطے کچھ سوغات لے کر ضرور آئے اور جو رقم دے گیا تھا اس کا حساب کتاب کچھ نہ لے اور اگر کوئی مرد لیتا ہو کہ میں اتنا دے گیا تھا وہ کہاں خرچ ہو گیا تو اس پر فتویٰ لگتا ہے کہ یہ

۱۔ چھوٹے شہروں ۲۔ بے ڈھنگ بنوا کر پہننے ۳۔ اور کوئی اس کو حاصل کرنے کے پیچھے نہ پڑ جاتے۔

۴۔ یعنی شوہر ۵۔ سمجھداری ۶۔ تحفہ

مرد بہت بُرا ہے۔ ذرا ذرا سی چیز کا حساب لیتا ہے پس ان کے یہاں سب اچھا وہ ہے جو بالکل زن مرید ہو کہ جو بیوی نے کہا فوراً پورا کر دیا اور رقم دے کر کچھ نہ پوچھے کہ تم نے کہاں خرچ کیا اور یہ ساری غرابی حُب مال کی بدولت ہے جو عورتوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے یہ تو آمدنی کے متعلق ان کے گناہ تھے

حفاظتِ مال میں عورتوں کی کوتاہی

اب رہے حفاظت کے متعلق سوان کی تفصیل یہ ہے کہ اول تو اکثر عورتیں زکوٰۃ نہیں دیتیں کیونکہ روپیہ خرچ ہوگا بعض دفعہ زیور کی زکوٰۃ نہ مرد دیتا ہے نہ عورت مرد کہہ دیتا ہے کہ زیور عورت کا ہے اور عورت کہہ دیتی ہے کہ زیور مرد کا ہے میں کیوں زکوٰۃ دوں جس کا مال ہے وہ خود دے مگر اس بہانہ سے خدا تعالیٰ کے یہاں نہیں چھوٹ سکتے آخر دونوں میں سے کسی کا تو ہے ہی پس اُسی کے ذمہ زکوٰۃ ہے اور اگر دونوں کا ہے تو ہر ایک اپنے اپنے حصہ کی زکوٰۃ ادا کرے (اور اگر واقعی نہ اس کا ہے نہ اُس کا تو پھر یہ مال خدا تعالیٰ کا ہی اس کو وقف کے مصارف میں کسی مسجد یا مدرسہ میں لگا دینا چاہیے یا غریبوں کو بانٹ دینا چاہیے) اور بعض عورتیں مرد سے چھپا کر روپیہ جوڑا کرتی ہیں اس خیال سے کہ شاید مرد پہلے مر جائے تو یہ رستم بعد میں میرے کام آئے گی اب اگر اس کو مثلاً چالیس روپیہ ماہوار دیئے گئے

۱۔ مال سے محبت ہونے کی وجہ سے ہے کہ جہاں وقف کی رقم خرچ کی جاتی ہے یعنی مسجد و مدرسہ

تو اُس میں سے بیٹل خرچ کرتی ہیں اور بیٹل کو اٹھا کر جمع رکھتی ہیں (پھر اگر اتفاق سے مرد پہلے مر گیا تو یہ جمع خالص انہی کے پاس رہتی ہے اس کی کسی کو خبر نہیں کرتیں۔ یاد رکھو یہ ناجائز ہے اگر کچھ جمع کرنا ہو تو مرد کو اس کی اطلاع کر دو اور اس سے یہ رقم اپنے واسطے مرض موت سے پہلے بہہ کرالو اس طرح تو یہ قسم تمہاری ملک ہو جائے گی ورنہ اُس میں سب وارثوں کا حق ہے اور تنہا عورت کو اس کا مالک بننا حرام ہے) ۱۲

خاوند کا مال بلا اجازت خرچ کرنا جائز نہیں

بعض عورتیں قمیص جوڑ جوڑ کر خاوند سے چھپا کر اپنے گھر والوں کو بٹھرا کرتی ہیں کسی بہانہ سے باپ کو دے دیا کسی بہانہ سے ماں بہن کو دے دیا یہ بھی سخت گناہ ہے۔ مرد کے مال میں عورت کے عزیزوں کا شرعاً کوئی حق نہیں اگر ان کو دینا ہو تو مرد سے پوچھ کر دینا چاہیے اور اگر تم پوچھو گی تو مرد ایسے عالی حوصلہ ہوتے ہیں کہ ضرورت کے موافق دلانے سے اکثر انکار نہ کریں گے۔ خاوند جو مال عورت کو بالکل بطور ملک کے دے ڈالے اس میں سے بلا اجازت صرف کرنا تو عورتوں کو جائز ہے اور جو مال اس کو بہن نہ کرے بلکہ گھر کے خرچ کے واسطے دے یا جمع کرنے کے لئے دے اس میں سے بلا اجازت صرف کرنا ہرگز جائز نہیں حتیٰ کہ سائل کو دینا بھی جائز نہیں (ہاں اگر اس نے اجازت دے رکھی ہو کہ تھوڑا بہت سائلوں کو دے

لے دیتی ہیں لے مانگنے والے فقیر کو

دیا کہ تو اُس وقت اتنی مقدار کا دینا جائز ہے جو عرفاً ساتلوں کو دی جایا کرتی ہے (۱۲) میں نے دیکھا ہے کہ عورتیں چندہ کے بارے میں بہت سخی ہوتی ہیں جہاں انھوں نے صدقہ کے فضائل کسی کے وعظ میں سُنے اور زیور نکالنا شروع کیا تو یاد رکھو جو زیور خاص تمھاری ملک ہو اس میں سے دینے کا تو مضائقہ نہیں مگر جو زیور شوہر نے محض پہننے کے لئے دیا ہو اس کو چندہ میں دینا بدولتِ خاوند کی اجازت کے جائز نہیں مگر عورتیں اس باب میں بہت سخی ہیں اور لینے والے بھی اس کی پروا نہیں کرتے بلکہ قصدِ عورتوں میں اس لئے وعظ کہتے ہیں تاکہ زیور وصول ہو۔ میں نے اب کی مرتبہ اپنے یہاں جو مستورات میں چندہ بِلقان کے لئے وعظ کہا تو یہ کہہ دیا تھا کہ عورتوں سے زیور نہ لیں گے اور اگر کوئی مرد زیور لایا تو اُس میں خوب کھود کرید کی کہ یہ زیور تمھاری ملک ہے یا بیوی کی اور اگر بیوی کی ملک ہے تو اُس نے خوشی سے دیا ہے یا تمھارے کہنے سے اور اگر اُس نے از خود دیا ہے تو تمھاری بھی رائے ہے یا نہیں جب اچھی طرح معلوم ہو جاتا کہ میان بی بی دونوں کی رضامندی سے دیا جا رہا ہے اُس وقت قبول کیا جاتا۔ عورتیں بعض اوقات خاوند کے مال میں تصرف کرتے ہوئے یہ سمجھتی ہیں کہ وہ اجازت دے دے گا اور بعض دفعہ وہ خاموش ہو بھی جاتا ہے مگر بعض مرتبہ خوب خفا ہوتا ہے اور میاں بی بی میں اچھی طرح ٹوٹو میں ہو بھی جاتی ہے۔ کان پور میں

۱۲ عام طور پر ۱۲ بغیر شوہر کی اجازت ۱۲ جنگ بِلقان میں مسلمان مجاہدین کی مدد کے لئے چندہ کرنے

کے واسطے جو وعظ کیا۔ ۱۲ ناراض

ایک دفعہ کسی بی بی نے مُراد آبادی حُتّہ ایک مدرسہ کے جلسہ میں عاریتہ دے دیا خاوند نے بے حد سختی کی۔ غرض جب تک اجازت صراحتہ نہ ہو یا ظن غالب نہ ہو اس وقت تک عورتوں کو چندہ میں کچھ نہ دینا چاہیے اور یہ تو اُس صورت میں تفصیل ہے کہ خاوند کا مال دیا جاتے

عورت کے لئے اپنے مال کو خرچ کرنے میں بھی
شوہر سے مشورہ کرنا بہتر ہے

اور اگر خاص عورت ہی کا مال ہو تو گو اُس میں اجازت خاوند کی ضرورت نہیں مگر اس سے مشورہ کر لینا ضرور چاہیے۔ نسائی میں ایک حدیث ہے۔
إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحْجُزُ
لِمَرْأَةٍ هَبَةٌ فِي مَالِهَا إِذَا مَلَكَ عَصَمَتُهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کے بعد عورت کو اپنے مال میں ہبہ کرنا بدون اجازت زوج کے جائز نہیں۔

اس میں بعض علماء نے اضافت بادنی ملا بہت مافی ہے اور مَالِهَا سے مراد مالِ زواج لیا ہے لیکن اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو اس

لے عارضی طور پر استعمال کو لے غائب گمان ہے چونکہ شوہر کا مال عورت کے پاس رہتا ہے اس نسبت کی وجہ سے اس کو اس کا مال کہا

عہ ص ۱۴ جلد ۲ قلت والحدیث قال فیہ البیہقی اسنادہ ال عمرو بن شعیب صحیح فمن اثبت حدیث عمرو بن شعیب لزمہ اثبات ہذا کذا نقلہ السدی و عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مجتمع بہ عند اکثر الحدیثین الترمذی وحسنہ الباقون ۱۲ ظ

پر محمول کیا جائے کہ عورتیں ناقصات العقل ہوتی ہیں اگر یہ اپنے مال میں خود مختار ہوں گی تو نہ معلوم کہاں کہاں روپیہ برباد کریں گی اس لئے آپ ناقص العقل طبقہ کو حکم فرماتے ہیں کہ تم اپنے مال میں بھی جو تصرف کرو اس میں اپنے مرد سے مشورہ کر لیا کرو تو یہ بات سچی کو لگتی ہے اور اس میں بڑی مصلحت یہ ہے کہ اس طرح برتاؤ کرنے میں میاں بی بی میں اتحاد بڑھتا ہے اور مرد کو عورت سے محبت زیادہ ہوتی ہے کہ اس کو مجھ سے اتنا تعلق ہے کہ اپنے مال میں بھی کوئی کام بغیر میرے مشورہ کے نہیں کرتی اور اگر عورت اپنی جمع کو الگ رکھ کر اس میں اپنی رائے سے تصرف کرے تو اس صورت میں ایک قسم کی اجنبیت معلوم ہوتی ہے اس وجہ سے میرے نزدیک حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اور مآلہا سے مال زوج مراد لینے کی ضرورت نہیں۔

(قُلْتُ قَالَ السَّنْدِيُّ فِي تَعْلِيْقِهِ عَلَى النَّسَاءِ وَهُوَ عِنْدَ أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ عَلَى مَعْنَى حُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ وَاسْتِطَابَةِ نَفْسِ الزَّوْجِ وَآخِذًا مَا لَكَ بِظَاهِرِهِ ۚ فِي مَا زَادَ عَلَى الثَّلَاثِ ۱۲)۔

(میں کہتا ہوں کہ سندی نے اپنی تعلیق میں کہا ہے علی النساء عورتوں پر اور یہی اکثر علماء کے نزدیک ہے حسن معاشرت اور شوہر کو خوش رکھنے کی وجہ سے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو تہائی سے اند میں اپنے ظاہر ہی معنی پر محمول کیا)

تو جب اس تفسیر کی بنا پر عورت کو اپنے مال میں بھی مرد سے مشورہ لینے کی

لہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے معنی لئے جائیں کہ عورتوں میں عقل کم ہے۔ ۲۔ ہم عقل ۳۔ دل کو

۳۔ فائدہ

ضرورت ہے تو شوہر کے مال میں تو کیسے ضرورت نہ ہوگی البتہ اگر کوئی ایسی معمولی چیز ہو جس میں غالب احتمال اجازت کا ہو تو خیر اور یہ بھی سائلوں کو دینے کے متعلق ہے جب معمولی چیز دینے کے متعلق بھی اتنی احتیاط شرط ہے کہ غالب ظن اجازت کا ہو تو بھلا باپ ماں اور بہن بھائی کا گھر بھرنے کی اجازت کب ہوگی کیونکہ ان کو تو معمولی چیزیں نہیں دی جاتیں ان کو ایک روٹی یا روٹی کا ٹکڑا کون دیتا ہے وہاں تو نقد روپے یا کپڑوں کے جوڑے بھیجے جاتے ہیں جس میں غالب ظن یہ ہے کہ خاوند کو اطلاع ہو تو شاید اُسے ناگوار ہو اور اسی وجہ سے اپنے عزیزوں کو عورتیں خفیہ خفیہ بھرتی ہیں اور خاوند کو ذرا بھی خبر نہیں ہونے دیتیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ غریب جتنا کچھ کھاتا ہے سب دوسروں کو لگ جاتا ہے

شادی کے لئے لڑکی کا معیارِ انتخاب

اسی وجہ سے پہلے تو عقلاء کی یہ رائے تھی کہ غریب کی لڑکی سے شادی کرنا چاہیے مگر ان واقعات کی وجہ سے اب بہت لوگوں کی رائے یہ ہے کہ غریب کی لڑکی ہرگز نہ لینی چاہیے کیونکہ وہ اپنے ماں باپ کو غریب دیکھ کر شوہر کا سارا مال لگا دیتی ہے خیر میں تو یہ رائے نہیں دیتا لیکن مجھ کو بتلانا یہ ہے کہ عورتوں کی بداحتیاطی کی وجہ سے یہ نوبت پہنچ گئی کہ اب بہت سے عقلاء غریب کی لڑکی لینے کو برا سمجھنے لگے میری رائے تو یہ ہے کہ آدمی اپنے برابر کی لڑکی سے شادی کرے کیونکہ اگر اپنے سے زیادہ امیر کی لڑکی

سے نکاح کیا تو گو وہ حلیص نہ ہوگی نہ اپنے گھر والوں کو بھرے گی مگر بد مان
 ہوگی اور شوہر ہی اس کی نگاہ میں کچھ قدر نہ ہوگی اور غریب کی لڑکی سے کیا
 تو وہ حلیص بھی ہوگی ہر ایک چسپوز کو دیکھ کر اس کی رال ٹپکے گی اور اپنے
 عزیزوں کو بھی بھرے گی۔ خیر یہ بات تو تجربہ کے متعلق ہے میرا مطلب
 یہ ہے کہ عورتیں مال کے صرف کرنے میں ایسی بے احتیاطیاں کرتی ہیں جن کی
 وجہ سے عقلاء کو یہ سوچ پیدا ہوگئی کہ امیر کی لڑکی لینا چاہیے یا غریب کی یا اپنے
 برابر کی اور بڑا گھر عورتوں کو فضول خرچی سے روکنے کا یہ ہے کہ مال اور زیور
 پران کو قبضہ نہ دیا جائے بس ضرورت کے موافق تھوڑا سا روپیہ ان کو دے دیا
 جائے باقی کو مرد اپنے قبضہ میں رکھے اسی طرح زیور اتنا دیا جائے جس سے
 اس کا ناک کان ڈھک جاوے باقی سب شوہر کو اپنے پاس رکھنا چاہیے
 (جب کبھی ضرورت پہننے کی ہو دے دیا جائے اور اس کے بعد پھر واپس لے
 کر رکھ لیا جائے اس طرح کرنے میں وہ فضول خرچی نہ کر سکیں گی نہ خیر اکہ کسی
 کو دے سکیں گی پھر چاہے غریب کی لڑکی سے بیاہ کر دیا امیر کی لڑکی سے کسی
 سے کچھ خطرہ نہ ہوگا ۱۲)

شادی کے موقع پر بے جا اخراجات

ایک بیجا خرچ جو عورتوں اور مردوں سب کی شرکت سے ہوتا
 ہے بیاہ شادی کا خرچ ہے گویہ ہوتا ہے سب کی شرکت سے مگر

اس میں بھی امام اور مقتدا عورتیں ہی ہیں مردوں کو کچھ خبر نہیں ہوتی کہ شادی کے متعلق کیا کیا خرچ ہوتے ہیں۔ بس عورتوں سے پوچھ پوچھ کر سب کچھ کیا جاتا ہے اس میں یہی حاکم ہوتی ہیں بھلا کیا مجال جو ان کی منشاء کے خلاف کچھ بھی ہو سکے میں نے کانپور میں دیکھا ہے کہ ایک صاحب کے یہاں بارات آتی مگر جب تک بیوی نے اجازت نہ دی اس وقت تک بارات کو ٹھہرا نہیں سکے۔ مردوں میں تو ان حضرت کی بڑی ذلت ہوئی مگر وہ بی بی پھولی نہیں سماتی تھی کہ دیکھا ہماری اجازت کے بغیر بارات بھی نہ ٹھہر سکی پھر اس کے بعد شادی میں یہ عورتیں ایسے بے نیکی خرچ نکالتی ہیں جن سے مرد کا پٹا اہو جاتا ہے اور اگر کسی وقت شوہر کہتا بھی ہے کہ ذرا سنبھل کر دیکھ کر بھال کر خرچ کرو تو بیوی صاحبہ کہتی ہیں کہ بہت اچھا میرا کیا خرچ ہے میں کفایت شعاری سے کام کرنے لگوں گی مگر پھر دیکھتے ہیں نہ جانوں کہیں برادری میں ناک کٹ جائے بس ناک کٹنے کے خوف سے مرد بھی خاموش ہو جاتے ہیں اور عورتیں اندھا دھند روپیہ برباد کرتی ہیں حالانکہ یہ محض اُن کا خیال ہی خیال ہے کہ سادگی کے ساتھ بیاہ کرنے سے ناک کٹتی ہے ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ سادگی میں کچھ بھی ناک نہیں کٹتی اور زیادہ دھوم دھام کرنے میں ہمیشہ کٹتی ہے حضرت مولانا مملوک علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیوہ لڑکی کی شادی اس طرح کی تھی جیسے کنواری کی کرتے ہیں یہ وہ زمانہ تھا کہ بیوہ کے نکاح کو ناک کٹی سمجھتے تھے بعد نکاح کے مولانا نے نانی کو حکم

لے مری لے کبارہ لے بیوہ کا اگر نکاح ثانی کر دیا ناک کٹ جائے گی یعنی بے عزتی ہوگی۔

دیا کہ آئینہ تمام برادری کو دکھلا دے سب اپنی اپنی ناکوں کو دیکھ لیں کہ کٹیں تو نہیں تو اس رسم بد کی مخالفت سے مولانا کی عزت میں کیا فرق آیا اور جو زیادہ تکلفات کرتے ہیں اُن کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اس دھوم دھام کو دیکھ کر دوسرے مالداروں کے دل میں حسد پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو ہم سے بھی بڑھنے لگا اب وہ اس کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح انتظام میں کوئی عیب نکالیں اگر کچھ بھی انتظام میں کمی رہ گئی تو پھر کیا ٹھکانا ہے ہر طرف اس کا چرچا سن لیجئے کوئی کہتا ہے میاں کیا ہمیں تو حقہ بھی نصیب ہوا۔ دوسرا کہتا ہے میاں ہمیں پان کے پتہ سے بھی کسی نے نہ پوچھا۔ تیسرا کہتا ہے۔ میاں بھوکے مر گئے رات کو دو بجے کھانا نصیب ہوا جب انتظام نہیں ہو سکتا تھا تو اتنے آدمیوں کو بلایا ہی کیوں تھا غرض اس کجمنحت کا تو روپیہ برباد ہوا اور ان کی ناک بھی سیدھی نہ ہوئی بعض دفعہ حسد میں کوئی یہ حرکت کرتا ہے کہ پکتی دیگ میں ایسی چیز ڈال دیتا ہے جس سے کھانا خراب ہو جائے پھر اس کا ہر محل میں چرچا ہوتا ہے اور اچھی طرح ناک کٹتی ہے اور اگر سارا انتظام عُمَدگی سے بھی ہو گیا تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی بُرا نہ کہے تو بھلا بھی نہیں

ہندو بنیت کی حکایت

انتظام عُمَدگی سے بھی ہو گیا تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی بُرا نہ کہے تو بھلا بھی نہیں کہتا حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ نے ایک مہاجن کی حکایت بیان فرمائی تھی کہ اس نے اپنی لڑکی کی شادی میں بہت دھوم دھام کی تھی اور سارا انتظام

بہت اچھا کیا اور جب بارات رخصت ہونے لگی تو ہر باراتی کو ایک ایک اشرفی دی اور اپنے دل میں خیال کیا کہ آج سارے بارات والے میری ہی تعریف کرتے جائیں گے چنانچہ وہ اپنی تعریف سننے کے لئے اس راستہ میں جس سے بارات گزرنے والی تھی ایک جھاڑ کی آڑ میں جا بیٹھا تھوڑی دیر میں بہلیاں گزرنا شروع ہوئیں پہلے ایک گزری پھر دوسری پھر تیسری مگر سب میں سناٹا تھا کسی نے بھی لالہ جی کی تعریف میں ایک لفظ نہ کہا آخر اس طرح بہت بہلیاں خاموشی کے ساتھ نکل گئیں۔ لالہ جی کو بڑا غصہ آیا کہ یہ لوگ بھی عجب نمک حرام ہیں (بلکہ اشرفی حرام کہنا چاہیے ۱۲) کہ میں نے اتنا روپیہ ان پر خرچ کیا اور کسی کے منہ سے ایک لفظ بھی تعریف کا نہ نکلا آخر اس نے تھک کر گھر لوٹنے کا ارادہ کیا تو اخیر کی بہیلیوں میں سے ایک شخص کی آواز آئی جو دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ بھائی لالہ جی نے تو بڑی ہمت اور حوصلہ کا کام کیا کہ ہر آدمی کو ایک ایک اشرفی دی لالہ جی کی ذرا جان میں جان آتی کہ کچھ تو محنت وصول ہوئی دوسرا بولا اونھ سُسرے نے کیا کیا اس کے گھر میں تو اشرفیوں کے کوٹھے بھرے ہوئے تھے اگر دو دو بانٹ دیتا تو اس کے یہاں کیا کھی آجاتی سُسرے نے بانٹی بھی تو ایک ایک اشرفی۔ بس لالہ جی یہ جواب سن کر اپنا سامنہ لے کے واپس چلے آئے تو صاحب کتنا ہی خرچ کیجئے نام کچھ بھی نہیں ہوتا اول تو حسد کی وجہ سے لوگ الٹا بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جو یہ بھی نہ ہوا تو یہ ہوتا ہے جو لالہ جی

لے بیل گاڑی میں سوار ہو کر لوگ جاتے تھے اس کو بہلی کہتے ہیں لے خاموشی تھی لے بہت سی سواریاں لے بے وقوف نے کیا احسان کیا لے انبار لگے ہوئے ہیں

کے ساتھ کہ ایک ایک اشرفی بانٹی اور سُسرے ہی کہلاتے اور یہ بھی نہ ہو تو یہ ہوتا ہے کہ جب کہیں تذکرہ ہوتا ہے تو لوگ کہتے ہیں۔ میاں کیا کیا جن کے پاس روپیہ ہوتا ہے وہ کیا ہی کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ جب اس قصہ سے کچھ حاصل نہ وصول تو ان سب کو چھوڑ دینا چاہیے اور یہ حال ہونا چاہیے۔

تَرَكَتُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ جَمِيعًا
كَذَلِكَ يَفْعَلُ الرَّجُلُ الْبَصِيرُ

(میں نے لات اور عزیٰ دونوں کو چھوڑ دیا۔ صاحب بصیرت آدمی ایسا ہی کرتا ہے۔)

عورتوں میں ایک مرض یہ ہے کہ جب یہ شادی بیاہ کے خرچ مردوں کو بتلاتی ہیں اور خاوند پوچھتا ہے کہ اتنا خرچ میں کہاں سے کروں مجھ میں تو اتنی گنجائش نہیں ہے تو وہ کہتی ہیں قرضہ لے لو شادی کا قرضہ رہا نہیں کرتا سب ادا ہو جاتا ہے۔ خدا جانے یہ انھوں نے کہاں سے سمجھ رکھا ہے کہ شادی اور تعمیر کا قرضہ ادا ہو ہی جاتا ہے چاہے وہ سودی ہی قرضہ ہو اور چاہے خرچ بے تکا ہی ہو صاحب ہم نے تو ان قرضوں میں جاندادیں نیلام ہوتی دیکھی ہیں اور جب یہ نوبت پہنچ گئی تو اب لوگ خود بھی ان کی بُرائی کچھ سمجھ گئے ہیں مگر پھر بھی پوری عقل نہیں آتی ہنوز بہت کچھ رسوم باقی ہیں یعنی گواہی کل شرک بدعت کی رسمیں تو حکم ہو گئیں لیکن تفاخر کی رسمیں بڑھ گئی ہیں چنانچہ زیور اور لباس میں

لے لات اور عزیٰ دونوں کے نام ہیں مشرکین مکہ جن کی پوجا کرتے تھے لے ابھی تک لے ایک دوسرے پر بُرائی کا اظہار کرنے کی۔

آج کل پہلے سے زیادہ خرچ کیا جاتا ہے پہلے تو سب بڑھیا کپڑا مشروع
 کا سمجھا جاتا تھا اور اب تو اٹلس اور کجواب اور زری اور لُسر اور سرچ وغیرہ
 نہ معلوم کتنی قسم کے کپڑے بڑھیا ایجاد ہو گئے ہیں۔ اسی طرح برتنوں اور
 فرش و فرش میں قسم قسم کے تکلف پیدا ہو گئے ہیں پہلے تو یہ حالت تھی
 کہ اس قسم کی بڑھیا چیزیں کسی ایک دو شخص کے یہاں ہوتی تھیں شادی بیاہ
 میں سب لوگ ان سے مانگ مانگ کر کام نکال لیا کرتے تھے چنانچہ ہمارے
 یہاں ایک رئیس تھے ان کے یہاں ایک مراد آبادی حقہ تھا اور ایک بڑا سا
 فرش تھا اور کسی کے یہاں یہ چیزیں نہ تھیں تو شادی بیاہ کے موقع پر ساری
 برادری میں وہ حقہ اور فرش مانگا مانگا پھرتا تھا اور اب تو ادنیٰ سے ادنیٰ
 آدمی کے یہاں یہ چیزیں موجود ہیں آج کل ان تکلفات میں بہت کچھ روپیہ
 برباد ہو رہا ہے اور دیکھئے اگرچہ اس زمانہ میں بہت سے علمائے نے ان
 رسوم کو مٹانے کی کوشش کی ہے اور بہت لوگ سمجھ بھی گئے ہیں۔

کتاب اصلاح الرسوم

لیکن اب بھی بہت بھدی عقل کے ایسے موجود ہیں کہ ایک صاحب نے
 اصلاح الرسوم سے یہ کام لیا کہ وہ کہتے تھے کہ ہم تو بہت سی رسوم کو قبول
 گئے تھے خدا تعالیٰ اصلاح الرسوم کے مصنف کا بھلا کرے کہ انھوں نے
 سب کو محفوظ کر دیا۔ اب ہم اس کتاب کو دیکھ دیکھ کر سب رسمیں کر لیتے ہیں

حالانکہ اس میں رسموں کی تردید کی گئی ہے اور سب کی خرابیاں دکھلائی گئی ہیں مگر ان حضرت نے اس سے یہ کام لیا اس کی تو ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص قرآن میں سے کفار کے اقوال چھانٹ لے مثلاً

إِنَّ اللَّهَ تَالِثُ ثَلَاثَةٍ أَوْ الْمَسِيحُ بْنُ اللَّهِ - وَعُزَيْرُ
بْنِ اللَّهِ اور اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا - اور مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى بَشَرٍ
مِنْ شَيْءٍ اور مَا أَنْزَلَ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ -

(۱) اللہ تعالیٰ تین کا تیسرا ہے (۲) مسیح اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں (۳) عزیر خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں (۴) خدا تعالیٰ صاحبِ اولاد ہے۔ (۵) اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا۔ عنقریب نازل کروں گا۔ میں مثل اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے) وغیرہ وغیرہ اور ان اقوال کی تردید جو قرآن میں کی گئی ہے اس کو چھوڑ دے اور یوں کہے کہ ہم کو قرآن سے بہت نفع ہوا کہ پہلے کفار کے اقوال ہم کو معلوم نہ تھے اب معلوم ہو گئے اور ایسے ایسے وظائف کفریہ ہاتھ لگ گئے تو بتلائیے اس شخص کی حماقت میں کوئی شک ہو سکتا ہے بس ایسا ہی نفع ان صاحب نے اصلاحِ الرسوم سے حاصل کیا ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ ابھی تک رسوم کی پوری اصلاح نہیں ہوئی بلکہ ایسے ایسے عقلمند بھی موجود ہیں یہ وہ خرابیاں تھیں جو صرف مال میں ہوتی ہیں غرض مال میں ہمارے عمل کے تین درجے تھے ان میں جو خرابیاں مرد کرتے ہیں اور جو عورتیں کرتی ہیں وہ سب میں نے مختصراً بیان کر دی ہیں۔

لے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب جس میں لوگوں میں مروج رسوم کی بڑی بیان کی گئی ہے۔

عورتیں مردوں کو حرام آمدنی سے روک سکتی ہیں

مگر اخیر میں اتنا اور کہتا ہوں کہ اگر عورتیں اس میں ذرا ہمت سے کام لیں تو بہت جلد یہ خرابیاں زائل ہو سکتی ہیں اور زائل نہ ہوں تو کم تو ضرور ہو جائیں گی۔ کیونکہ میں نے بتلا دیا ہے کہ مرد زیادہ تر مال کے گناہ میں عورتوں ہی کی وجہ سے مبتلا ہوتے ہیں اگر یہ ذرا ہمت کر کے زیور اور لباس کی فرمائشیں کم کر دیں اور مردوں سے کہہ دیں کہ ہماری وجہ سے حرام کھائی میں مبتلا نہ ہونا تو پھر بہت کچھ اصلاح ہو جائے۔ حضرت مولانا لنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی کا جب نکاح ہوا تو ان کے خاوند مولوی محمد ابراہیم صاحب اس وقت ڈپٹی نہ تھے تنخواہ بھی زیادہ نہ تھی اس لئے بالائی آمدنی کی بھی کچھ احتیاط نہ تھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی نے پہلے ہی ان اس صاف کہہ دیا کہ میں تمہارے گھر اس وقت تک کھانا نہ کھاؤں گی جب تک بالائی آمدنی سے تم توبہ نہ کرو گے۔ غرض ان اللہ کی بندی نے جلتے ہی خاوند سے توبہ کرائی اور عہد لیا کہ آئندہ سے رشوت کبھی نہ لی جائے۔ صاحبزادی صاحبہ کے متعلق ہمارے حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ نے پیشین گوئی کی تھی کہ یہ لڑکی بہت زاہدہ ہوگی حضرت حاجی صاحب ایامِ غدر میں ایک مرتبہ کنگوہ تشریف لاتے تھے مولانا لنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت موجود نہ تھے حاجی صاحب نے قیام مولانا ہی کے یہاں فرمایا اور صاحبزادی صاحبہ کو بلا کر

لے دو رہ سکتی ہیں لے اوپر کی آمدنی یعنی رشوت سے نیک سے جگ آزادی کے زمانے میں

ایک روپیہ دیا انھوں نے لے کر اُسے حاجی صاحب کے پیروں میں ڈال دیا۔ حضرت نے پھر دیا انھوں نے پھر ایسا ہی کیا کئی دفعہ یہی قصہ ہوا اور انھوں نے نہیں لیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ لڑکی بہت زاہدہ ہوگی چنانچہ واقعی بہت زاہدہ میں ان کا ایک زہد تو یہی ہے کہ پہلے ہی دن خاوند کو رشوت سے روک دیا حالانکہ اس وقت عورت کو روپیہ کا لالچ ہو کر ناتاہے خصوصاً اس کو جسے ماں باپ کے یہاں بھی زیور کپڑا امیرانہ نہ دیا گیا ہو مگر باینہٹہ ان کو دنیا کی مطلق حرص نہ ہوتی بلکہ دین کا خیال غالب ہوا اسی طرح کا ندملہ میں ایک بی بی تھیں ان کے خاوند تحصیلدار تھے جن کے متعلق آبکاری کا انتظام بھی تھا ان بی بی نے اپنے خاوند کی آمدنی کو ہاتھ تک نہیں لگایا نہ اس میں سے زیور بنایا نہ کپڑا اور کمال یہ کیا کہ مقام ملازمت پر رہنے کے زمانہ میں غلہ اور نمک اور ہر چیز اپنے میکہ سے منگاتی تھیں اور شرافت یہ کہ شوہر کو اطلاع تک نہیں کی کہ ان کو رنج نہ ہو۔ ہمارے ہاں ایک کا ندملہ کی بی بی تھیں۔ ان کے شوہر کے یہاں کچھ زمین رہن تھی جس کی آمدنی وہ اپنے صرف میں لاتے تھے مگر ان کی بی بی نے رہن کی آمدنی میں سے کبھی ایک ٹنبہ بھی نہیں کھایا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ بعض عورتیں مردوں سے بھی زیادہ مضبوط ہوتی ہیں اس لئے جو عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ہم محبوب ہیں جو خاوند لاتا ہے وہی کھانا پڑتا ہے یہ محض

اسے اس سب کے باوجود اُسے طمع سے زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے پانی کا انتظام کرنا اُسے بطور ذمہ اپنی زمین دیکر روپیہ قرض یا ہٹا کہ جب اُنہیں دوں گا۔ زمین لے لوں گا۔ اس قسم کی زمین کی آمدنی کھانا جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ سود بن جاتا ہے۔ اس زمین کی آمدنی کا حق دار وہی ہے جس کی زمین ہے وہ نہیں جس کے پاس رہن رکھی جاتے۔ یہ مرض آج کل بھی بہت ہے اُسے دانہ

ان کے لچر شہانے ہیں اگر یہ زیور اور کپڑوں کی فرمائش نہ کیا کریں تو بہت سے مرد تو خود ہی رشوت سے توبہ کر لیں اور اگر جو کوئی پھر بھی لے تو عورتیں بہت کمزور ہیں ان سے کہہ دیں کہ ہمارے پاس رشوت کا مال نہ لانا صرف حلال تنخواہ کا روپیہ لانا ورنہ آخرت میں ہم تمہارے دانگیر ہوں گے۔ دیکھتے پھر مردوں کی یکتائی جلدی اصلاح ہوتی ہے میں نے اپنے خاندان کے بزرگوں سے سنا ہے کہ میری والدہ (صاحبہ مرحومہ) نے سارا زیور اتار کر والد صاحب کے سامنے پھینک دیا تھا اور یہ فرمایا کہ یا تو اس کی زکوٰۃ دو ورنہ اس کو اپنے پاس رکھو میں نہ پہنوں گی آخر مجبور ہو کر والد صاحب نے سب کی زکوٰۃ دی جب وہ زیور پہنا کیا ذرا عورتیں اس طرح کر کے تو دیکھیں انشاء اللہ تعالیٰ خود بخود مردوں کی اصلاح ہو جائے گی کیونکہ جس طرح بعض دفعہ مرد سے عورت کی اصلاح ہوتی ہے اسی طرح عورت سے بھی مرد کی اصلاح ہوتی ہے اور زوجہ تسالٰیہ تو وہی ہے جو مرد کو دین میں محتاط بنائے نہ یہ کہ پہلے سے بھی زیادہ اور بے احتیاط بنائے یہ گفتگو تو مال کے متعلق تھی۔

اولاد کی خواہش میں کی جانے والی بد اعمالیاں

اب دوسرا جز قابل بیان رہ گیا یعنی اولاد کے متعلق سو اولادیں بھی عمل کے تین دے ہیں اور ان میں بھی ہر درجہ میں ہم سے مختلف گناہ ہوتے ہیں مختصر طور پر ان کو بھی سن لیجئے۔ سب سے پہلے تو اولاد کے پیدا ہونے میں اکثر لوگوں کی اور

خصوصاً عورتوں کی یہ عادت ہے کہ کہیں منتر کراتی ہیں کہیں گنڈے اور اس کی بھی پروا نہیں تخمیناً کہ یہ شریعت کے موافق ہے یا نہیں۔ اس میں بعض عورتیں یہاں تک بیباک ہیں کہ اگر کوئی ان سے یہ کہہ دے کہ تم فلانی کے بچہ کو مار ڈالو تو تمہارے اولاد ہو جائے گی تو وہ اس سے بھی دریغ نہیں کرتیں بعض دفعہ کسی کے بچہ پر (ہولی دیوالی کے دنوں میں) جادو کر دیتی ہیں یا خود کر دیتی ہیں بعضی جاہل عورتیں سینٹلا پوجتی ہیں کہیں چوراہے پر کچھ رکھ دیتی ہیں محض اس غرض سے کہ اولاد پیدا ہو

اولاد کی بد اخلاقی کے اسباب

پھر وہ اولاد بعض دفعہ ایسی خبیث پیدا ہوتی ہے کہ بڑے ہو کر باپ ماں کو اتنا ستاتی ہے کہ وہ بھی یاد ہی کرتے ہیں۔ اس وقت وہ ایسی اولاد کو جس کی تمنا میں سینکڑوں گناہ کئے تھے ہزاروں کو سنے دیتے ہیں اور زیادہ وجہ اولاد کے خبیث اُٹھنے کی یہ بھی ہے کہ تمنا کی اولاد کے لاڈ پیار بہت کتے جاتے ہیں بچپن میں ان کے اخلاق خراب کر دیئے جاتے ہیں کہ چاہے وہ کسی کو گالی دے لے یا کسی کو مار پیٹ لے۔ لاڈ کی وجہ سے کوئی اُسے کچھ نہیں کہتا اور کہنا سننا کیسا۔ بعض عورتیں نواس کی تمنا کرتی ہیں کہ ہمارا بچہ گالی دینے کے قابل ہو جائے چنانچہ ایک عورت نے منت مانی تھی کہ اگر میرے لڑکا ہو اور وہ ماں کی گالی کھا کر گھر میں آئے

لے آزاد لے یہ مرض آج کل بھی عام ہے سڑکوں میں چوراہے پر بکریوں کے سر کا ترپٹے نظر آتے ہیں۔

تو میں اللہ واسطے پانچ روپیہ کی مٹھائی تقسیم کروں گی تو بھلا ایسی عورتیں اولاد کو کالی دینے سے کیا خاک روکیں گی پھر وہ اولاد بڑی ہو کر ان کو بھی گالیوں سے یاد کرتی ہے اور بعض لڑکے تو ایسے جلا دہوتے ہیں کہ بیوی کے مقابلہ میں ماں کو لایٹھوں سے مارتے ہیں اس وقت یہ ساری تمنائیں ناک کے رستہ نکل جاتی ہیں خیر یہ گناہ تو بچے کے پیدا ہونے میں کئے جاتے ہیں اب وہ پیدا ہو گیا تو یہ حالت ہے کہ آج کان دھ رہا ہے آج ناک میں تکلیف ہے آج کھانسی ہے آج بخار ہے گو ان امراض میں سب ہی مبتلا ہوتے ہیں مگر بچوں کی زیادہ نگہداشت کی جاتی ہے ان کے لئے کہیں پنڈت کو بلایا جاتا ہے کہیں عامل کو اور بات بات کے لئے ٹونے ٹوٹکے کئے جاتے ہیں

ترک نماز کے لئے عورتوں کا بے جا عذر

اور یہ بھی کسی نے نہ کیا تو اس گناہ میں تو قریب قریب سبھی عورتیں مبتلا ہیں کہ بچہ ہونے کے بعد اکثر نماز نہیں پڑھتیں اور جو کوئی نماز کو کہتا ہے تو جواب دیتی ہیں کہ بچوں کے ساتھ نماز پڑھنا کہاں ممکن ہے۔ ہر وقت تو کپڑے ناپاک رہتے ہیں کبھی ہگٹ دیا کبھی پیشاب کر دیا پھر کپڑے بھی بدل لیں تو نہ چچے گود سے نہیں اُترتے نماز کے لئے ان کو الگ کریں تو روتے دھوتے ہیں پچھتے چلاتے ہیں اور یہی کہتی ہیں کہ مولویوں کے تو بچے نہیں ہوتے۔ انھیں اس نصیبت کی کیا خبر ان کو تو بس نماز کے لئے تاکید کرنا آتا ہے۔ میں کہتا

ہوں کہ مولویوں کے بچے نہیں ہوتے تو مولویوں کے تو ہوتے ہیں۔ پھر ذرا جا کر دیکھ لو کہ وہ کس پابندی سے پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتی ہیں اور بعضی اللہ کی بندیاں نماز کے بعد تلاوت قرآن اور مناجات مقبول اور اشراقِ مسک کی بھی پابند ہیں کیا ان کے اولاد نہیں ایسی انکھی اولاد تھاری ہی ہے جس کے ساتھ نماز پڑھنا محال ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ جس وقت تمہارا بچہ روتا ہو اور گود سے ہرگز نہ اُترتا ہو اگر اُس وقت تم کو پیشاب کا تقاضا لگے تو بتلاؤ تم کیا کرو گی کیا اس کو پلنگ پر روتا ہوا ڈال کر پاخانہ میں نہ جاؤ گی، یقیناً سب جاتی ہیں اور وہاں جا کر بعض دفعہ خوب دیر لگ جاتی ہے اور بچہ کے رنے کی کچھ پروا نہیں کی جاتی تو کیا نماز کے لئے تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا جتنا پیشاب پاخانہ کے لئے کرتی ہو۔ افسوس بس معلوم ہوا کہ یہ سب مہمل عذر ہیں اور تیسری بات یہ ہے کہ آدمی جس کام کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں ضرور مدد فرماتے ہیں تو جو عورتیں ایسے بہانے کرتی ہیں وہ ذرا نماز شروع کر کے تو دیکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ چھوٹوں ہلکی ہو جائیں گی مگر آبِ تو ارادہ ہی نہیں کرتیں اس لئے نہ کرنے کے سو بہانے ہیں ورنہ ارادہ وہ چیز ہے کہ ایک وہ شخص جس سے بارش یا سردی میں خود اٹھ کر پانی بھی نہیں پیاجاتا اگر صاحبِ کلکٹر کا حکم اس حالت میں اس کے پاس پہنچ جائے کہ فلاں مقام میں ہم سے آکر ملو تو وہ دو میل پیادہ چلا جاتا ہے لوگ حیرت کرتے ہیں کہ اس میں یہ قوت کہاں سے آگئی۔ میں کہتا

لے مولویوں کی بیویوں لے بیکار لے پیدل

ہوں یہ ارادہ کی قوت ہے جس پر حق تعالیٰ نے اِداد کا وعدہ فرمایا ہے۔
تو جناب یہ عورتیں نماز کا ارادہ ہی نہیں کرتیں ورنہ کچھ مشکل بات نہ تھی۔

نمازی بننے کی آسان تدبیر

لیجئے میں ایک تدبیر بتلاتا ہوں جس سے بہت جلد نماز کی پابندی حاصل
ہو جائے گی وہ یہ کہ جب ایک وقت کی نماز قضا ہو تو ایک وقت کا فاقہ
کرو۔ پھر دیکھیں نماز کیسے قضا ہوتی ہے اگر کوئی کہے کہ نماز کی پابندی تو فاقہ
سے ہوگی مگر فاقہ کی پابندی کیونکر ہوگی اس کی بھی تو کوئی ترکیب بتلاؤ کیونکہ
یہ تو نماز سے بھی زیادہ مشکل ہے فاقہ کس سے ہو سکتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ
فاقہ میں تو کچھ کرنا ہی نہیں پڑتا بلکہ — چند کام سے اپنے کو روکنا پڑتا ہے
اور یہ اختیاری بات ہے کہ ایک کام مت کرو کسی کام کا کرنا تو مشکل ہوتا ہے
مگر نہ کرنا کیا مشکل ہے اور اگر کسی سے یہ نہ ہو سکے تو وہ اپنے ذمہ کچھ جبرانہ
مالی مقرر کر لے کہ اتنے پیسے فی نماز خیرات کیا کروں گی یا کچھ نمازیں مقرر کر
لیں کہ ایک نماز قضا ہوتی تو مثلاً دس رکعتیں نفل جبرانہ کی پڑھا کروں گی اس
طرح چند روز میں نفس ٹھیک ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ ذرا عمل کر کے تو دیکھو۔

اولاد کی خاطر کی جانے والی کوتاہیاں

تبصری غلطی اولاد کی آئندہ کے لئے فکر کرنے میں کی جاتی ہے اس
میں لوگ بڑی خرابیاں کرتے ہیں اول تو تمام جائداد اُن کے نام کر دیتے

میں اور لڑکیوں کو محروم کر دیتے اس کا سخت وبال ہے پھر مزایہ کہ وہ جائداد
 حرام طریقہ سے حاصل کی جاتی ہے کہیں رشوت سے کہیں سود سے یہ وبال
 الگ رہا پھر بعضے زندگی ہی میں اولاد کے نام داخل خارج کر دیتے ہیں اس
 کا نتیجہ وہ دنیا ہی میں دیکھ لیتے ہیں کہ بعض دفعہ اولاد جائداد کی مالک بن کر
 ماں باپ کو ایک دانہ بھی نہیں دیتی اور پیچھے تو ان کو ثواب کون پہنچاتا
 ہے کوئی بھول کر نام بھی نہیں لیتا ہاں دو چار دن برادری کے دکھانے کو کچھ
 کر دیتے ہیں سو اس سے والدین کو کچھ نفع بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ نیت ریا
 کی ہے اور اپنے اوپر سے الزام و طعن کا دفع کرنا مقصود ہوتا ہے پھر اس
 بے اعتنائی کے ساتھ یہ بھی تو نہیں کرتے کہ ماں باپ کو بھلا کر ان کے جمع
 ذخیرہ جائداد سے خود ہی راحت اٹھالیں۔ اگر اتنا بھی کمزیر تو خیر والدین کا کچھ
 مقصود تو حاصل ہو جائے مگر وہاں یہ ہوتا ہے کہ ماں باپ کی رقم اور جائداد کو
 دل کھول کر اڑایا جاتا ہے اور کہاں رنڈی بھڑووں میں یا زدو ستوں میں
 ماں باپ نے مصیبت جھیل کر پیٹ اور تن کاٹ کر اور ایمان کھو کر گناہ
 سر پر لاد کر مال و جائداد جمع کی تھی صاحبزادہ نے اس کی یہ قدر کی کہ سب کی
 سب ذیل لوگوں میں اڑادی (کیوں نہ ہو مال حرام بود بجائے حرام رفت)
 (حرام مال حرام ہی جگہ میں خرچ ہوتا ہے) اسی لئے ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ
 اپنے اولاد کے لئے کچھ جمع نہ کرے اور اس کی وجہ یہ فرمائی کہ دو حال سے

۱۔ اس کا عذاب الگ رہا۔ ۲۔ دکھاوے سے اعتراض دور کرنا ہے۔ ۳۔ لاپرواہی ہے آلام سے والدین
 نے جس مقصد کے لئے جائداد بنائی تھی اس میں سے کچھ تو حاصل ہوا ہے ناچ گانے میں شہم درجہ کے لوگوں

خالی نہیں یا تو یہ اولاد خدا تعالیٰ کی دوست اور مطیع ہوں گے یا دشمنِ نافرمان
 اگر دوست اور مطیع ہوئے تو خدا تعالیٰ اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کیا کرتے
 اس صورت میں تم کو ان کی فکر کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر یہ خدا تعالیٰ
 کے دشمن و نافرمان ہوئے تو خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں ان کو امداد دینا یہ کیا مناسب
 ہے واقعی بات تو خوب فرمائی لیکن میرا یہ مطلب نہیں کہ سب لوگ
 ایسے ہی بن جاویں یہ اُن کی خاص حالت تھی۔ میں نے سب کو اس حال
 کی تعلیم کی ہے بلکہ حدیث شریف میں تو اس کی ترغیب ہے کہ اپنی عیال
 کو غنی چھوڑنا اس سے اچھا ہے کہ ان کو بالکل خالی ہاتھ چھوڑ جاؤ تو اولاد کیلئے
 کچھ اند وختہ چھوڑ جانا بُرا نہیں مگر یہ تو نہ ہو کہ دوسرے کا گلا کاٹ کر ان کا کرتہ
 سیا جائے کہ رشوت اور سود سے ذخیرہ جمع کیا جائے غریبوں کی زمین ناحق دبا
 کر اپنی جائیداد کو بڑھایا جائے اور کسی نے اگر یہ ظلم بھی نہ کیا تو دوسرا ظلم یہ کیا
 کہ بیٹیوں کو محروم کر کے سب زمین بیٹیوں کے نام کر دی یہ ہیں وہ گناہ جو مال
 اور اولاد کی وجہ سے ہم کرتے ہیں جن کو میں نے مختصر بیان کر دیا اس سے
 آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ مال و اولاد اکثر مُصِیبت کا سبب ہو جاتے ہیں

آیت کی تفسیر

اس لئے حق تعالیٰ اس آیت میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! یہ اموال
 اولاد تم کو ذکر اللہ یعنی طاعت سے غافل کر کے معصیت کا سبب نہ بن

لے کچھ مال و دولت لے گناہ

جاویں اور جو ایسا کرے گا تو وہ زیاں کار ہے یہاں کیا اچھا لفظ ارشاد فرمایا ہے۔ **فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ**۔ (ایسے ہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں) جس میں جیسا کہ ابھی مذکور ہوتا ہے اس طرف اشارہ ہے کہ ایسا شخص نفع کی چیز میں ٹوٹا اٹھانے والا ہوگا جس سے یہ معلوم ہو گیا کہ مال و اولاد فی نفسہ ضرر رکھتی چیز نہیں بلکہ اگر معصیت کا سبب نہ بنے تو واقع میں نفع^۱ کی چیز ہے اور یہ اشارہ اس وجہ سے ہے کہ خسارہ مطلق نقصان کو نہیں کہتے بلکہ نفع کی چیز میں نقصان ہونے کو خسارہ کہا کرتے ہیں بہر حال ایسے لوگ خسارہ میں ہیں اور زیاں کاریں اور اطلاق خسارہ سے اس پر بھی دلالت ہے کہ صرف آخرت ہی میں نہیں بلکہ دنیا میں بھی یہ لوگ خسارہ کے اندر ہیں کیونکہ مال و اولاد کی ایسی محبت و بال جان ہو جاتی ہے اور مال و اولاد^۲ ایسے ہی شخص کے لئے معصیت کا سبب ہو جاتے ہیں جس کو ان سے ایسی محبت ہو سو محبت مال کا وبال جان ہونا تو ظاہر ہے کہ ہر وقت آدمی کو اسی کی فکر رہتی ہے کہ آج اتنے روپے ہیں تو کل کو اتنے ہو جائیں چنانچہ اپنی جان پر مصیبت ڈال ڈال کر روپیہ جوڑا جاتا ہے پھر رات کو اسے بار بار دیکھا جاتا ہے کہ اپنی جگہ پر ہے بھی یا نہیں چوروں کے کھٹکے سے اتوں کی نیند اڑ جاتی ہے اور اولاد کا وبال جان ہونا آپ کو اس حکایت سے معلوم ہو جائے گا کہ میں نے ایک والی ملک کی بیٹی کو دیکھا ہے کہ ان کو اپنے میٹوں سے اس قدر محبت تھی کہ رات کو وہ سب کو ساتھ لے کر لیٹتی تھیں جدا

۱۔ نقصان ۲۔ اپنی ذات کے اعتبار سے نقصان وہ نہیں ہے حقیقت میں فائدہ مند ہے۔

کر کے ان کو چین ہی نہ آتا تھا پھر جب بچے زیادہ ہو گئے اور ایک پلنگ پر نہ آ سکے تو انھوں نے پلنگ پر سونا چھوڑ دیا۔ سب کو لے کر نیچے زمین میں فرش پر سویا کرتی تھیں اور اس پر بھی اعتبار نہ آیا بلکہ کسی پر ہاتھ رکھ لیتیں اور کسی پر سپر اور رات کو بار بار آنکھ کھلتی اور ہر بچے کو ٹٹول کر دیکھ لیا کرتیں۔ واقعی یہ محبت تو عذاب ہی ہے پھر اگر ایمان بھی نہ ہوا تو دونوں عالم میں معذب ہے اسی کے متعلق حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ۔

(یعنی اور ان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں۔ اللہ کو خبر یہ منظور ہے کہ ان (مذکورہ) چیزوں کی وجہ سے دنیا میں (بھی) ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کا دم کفر ہی میں نکل جائے ۱۲)

کیونکہ ان کو نہ دنیا میں چین ملانہ آخرت میں اور اگر ایمان ہوا تو خیر دنیا ہی بے لذت ہوئی آخرت انجام کار انشاء اللہ تعالیٰ پر لطف ہو جائے گی۔ غرض ثابت ہو گیا کہ محبت مال و اولاد کبھی معصیت کا سبب ہو جاتی ہے۔ اور اس سے دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ ہو جاتا ہے خواہ خسارہ محدود ہو یا غیر محدود البتہ جو لوگ اعتدال کے ساتھ محبت کرتے ہیں اور حقوقِ الہیہ کو غالب رکھتے ہیں ضائع نہیں کرتے وہ ہر وقت لطف میں ہیں بس اب

لے دونوں جہانوں میں عذاب میں مبتلا ہے لہ نقصان

میں ختم کرتا ہوں، دُعا کیجئے کہ خدا تعالیٰ ہم کو اپنی یاد سے غافل نہ فرمائیں اور
مال و اولاد کو ہمارے لئے سببِ فتنہ نہ بنائیں۔۔ اٰمین
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ
دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔
وعظ ختم ہوا

لے اللہ تعالیٰ بخشنے اور اس وعظ کی اشاعت کے سلسلہ میں کوشش کرنے والے تمام احباب کے حق میں
ان دعاؤں کو قبول فرمائے۔ آمین
خلیل احمد تھانوی
۲۶۔ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

یہ تری غفلت ہے، بے عقلی بڑی مسکراتی ہے قضا سر پہ کھڑی
موت کو پیش نظر رکھ ہر گھڑی پیش آنے کو ہے، یہ منزل کڑی
ایک دِن مَرنا ہے، آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے، آخر موت ہے

مال و دولت کا بڑھانا ہے عبث زائد از حاجت کھانا ہے، عبث
دِل کا دُنیا سے لگانا ہے عبث رہ گذر کو گھر بنانا ہے، عبث
ایک دِن مَرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
(محبوب رحمۃ اللہ علیہ)

رشتہ محبت

جو ناکام ہوتا ہے سر بھر بھی
بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قلم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

رحمۃ اللہ علیہ
مجنوب

کام کر۔ کام

کامیابی تو کام سے ہوگی
نہ کہ حُسنِ کلام سے ہوگی
فکر اور اہتمام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی

مجزو رحمۃ اللہ علیہ